إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

ٹیلیفون: ۴۴۹

روزنامہ الفضل ربوہ

۳ ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ
۱۳ ظہور ۱۳۶۲ھ
۱۳ اگست ۱۹۸۳ء

جلد ۳۷/۷۲ ہفتہ
نمبر ۱۸۴
اشاعتِ خاص

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# ہم نے عدل و انصاف پر مبنی پاکستان کو اسلامک یونین کی پہلی سیڑھی بنانا ہے

## اللہ تعالیٰ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں وہ ملک دیدیا جو خدا اور محمد رسول اللہ ﷺ کا کہلاتا ہے

## اس تصور سے میری خوشی کی کوئی انتہاء نہیں رہتی کہ گو میرا مکان میرے ہاتھ سے جاتا رہا مگر میرے آقا کو ایک مکان مل گیا

### پاکستان بننے کے بعد پہلے جلسہ سالانہ سے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انقلاب آفریں ولولہ انگیز خطاب

پاکستان بننے کے بعد پہلے جلسہ سالانہ کے آخری روز ۲۸ دسمبر ۱۹۴۷ء کو حضرت مصلح موعود کا ولولہ انگیز خطاب :-

" پاکستان کا مسلمانوں کو مل جانا اس لحاظ سے بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ اب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سانس لینے کا موقع میسر آگیا ہے اور وہ آزادی کیساتھ ترقی کی دوڑ میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اب ان کے سامنے ترقی کے اتنے غیر محدود ذرائع ہیں کہ اگر وہ انکو اختیار کریں تو دنیا کی کوئی قوم ان کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتی اور پاکستان کا مستقبل نہایت ہی شاندار ہو سکتا ہے۔ مگر پھر بھی پاکستان ایک چھوٹی چیز ہے۔ ہمیں اپنا قدم اس سے آگے بڑھانا چاہیئے اور پاکستان کو اسلامستان کی بنیاد بنانا چاہیئے۔ بیشک پاکستان بھی ایک اہم چیز ہے بیشک عرب بھی ایک اہم چیز ہے۔ بیشک حجاز بھی ایک اہم چیز ہے۔ بیشک مصر بھی ایک اہم چیز ہے۔ بیشک ایران بھی ایک اہم چیز ہے مگر پاکستان اور عرب اور حجاز اور دوسرے اسلامی ممالک کی ترقیات صرف پہلا قدم ہیں۔ اصل چیز دنیا میں اسلامستان کا قیام ہے۔ ہم نے پھر سارے مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنا ہے ہم نے پھر اسلام کا جھنڈا دنیا کے تمام ممالک میں لہرانا ہے ہم نے پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عزت اور آبرو کیساتھ دنیا کے کونے کونے میں پہنچانا ہے۔ ہمیں پاکستان کے جھنڈے کے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ ہمیں مصر کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ ہمیں عرب کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ ہمیں ایران کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے مگر ہمیں حقیقی خوشی تب ہوگی جب سارے ملک آپس میں اتحاد کرتے ہوئے اسلامستان کی بنیاد رکھیں گے۔ ہم نے اسلام کو اسکی پرانی شوکت پر قائم کرنا ہے۔ ہم نے خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کرنی ہے ہم نے عدل اور انصاف کو دنیا میں قائم کرنا ہے اور ہم نے عدل و انصاف پر مبنی پاکستان کو اسلامک یونین کی پہلی سیڑھی بنانا ہے۔ یہی اسلامستان ہے جو دنیا میں حقیقی امن قائم کریگا۔ اور ہر ایک کو اسکا حق دلائے گا۔ جہاں روس اور امریکہ فیل ہوا صرف مکہ اور مدینہ ہی انشاء اللہ کامیاب ہوں گے۔ یہ چیزیں اسوقت ایک پاگل کی بڑ معلوم ہوتی ہیں۔ مگر دنیا میں بہت سے لوگ جو عظیم الشان تغیر کرتے رہے ہیں وہ پاگل ہی کہلاتے رہے ہیں۔ اگر مجھے بھی لوگ پاگل کہہ دیں تو میرے لئے اسمیں شرم کی کوئی بات نہیں۔ میرے دل میں ایک آگ ہے ایک جلن ہے ایک تپش ہے جو مجھے آٹھوں پہر بے قرار رکھتی ہے۔ میں مسلمانوں کو انکی ذلت کے مقام سے اٹھا کر عزت کے مقام پر پہنچانا چاہتا ہوں۔ میں پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانا چاہتا ہوں ..... میں جماعت کے دوستوں سے بھی کہتا ہوں کہ وہ اپنے نقطۂ نگاہ کو بدلیں۔ وہ زمانہ گیا جب ایک غیر قوم ان پر حکمران تھی اور وہ محکوم سمجھے جاتے تھے ..... اب اللہ تعالیٰ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم دور کسی اسلامی ملک مثلاً عرب یا حجاز میں جاتے اس نے ہمیں وہ ملک دیدیا جو عمل کرے یا نہ کرے کہلاتا خدا کا ہے۔ کہلاتا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ ہمارے لئے بہت بڑی خوشی کا مقام ہے کہ چاہے اس نے ایک چھوٹی چیز دے دی مگر اپنی تو دیدی ..... محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ایک حکومت قائم ہوگئی ہے۔ پس اس تصور سے میری خوشی کی کوئی انتہاء نہیں رہتی۔ میں ان غموں کو بھول جاتا ہوں جو ہندوستان میں ہمیں پیش آئے۔ اس لئے کہ میرا مکان گو میرے ہاتھ سے جاتا رہا مگر میرے آقا کو ایک مکان مل گیا۔ یہ درست ہے کہ چوالیس لاکھ مسلمانوں کے مکان ان کے ہاتھ سے جاتے رہے۔ وہ گھر سے بے گھر ہوگئے وہ جائیدادوں سے بے دخل ہوگئے مگر ایک جگہ ایسی ضرور پیدا ہوگئی جس کے متعلق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ میری جگہ ہے اور یہ خوشی ہماری اپنی جائیدادوں کے کھوئے جانے سے بہت زیادہ ہے "

(الفضل ۲۳ امان ۱۳۳۵ ہش مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء صفحہ ۸)

رجسٹرڈ نمبر ایل: ۵۲۵۴ ، پبلشر: مسعود احمد ، پرنٹر: سید عبدالحی ، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ، مقام اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

قیمت ایک روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# تاریخِ پاکستان کا ایک سنہری باب

- الٰہی نوشتوں کے مطابق پاکستان کا قیام
- حضرت مصلح موعود کی ہجرت
- پاکستان کے داخلی و خارجی مسائل میں بے نظیر راہ نمائی
- عالمگیر پاکستان کا بیمثال تخیّل

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد۔ مؤرخِ احمدیت

بطحاء کی وادیوں سے جو نکلا تھا آفتاب ٭ بڑھتا رہے وہ نورِ نبوّت خدا کرے
قائم ہو پھر سے حکم محمدؐ جہان میں ٭ ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

## قیامِ پاکستان کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ کے کشوف و الہامات میں

یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں بلکہ خدائے حکیم و خبیر کی مصلحتوں سے معمور ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی وفات کے چالیس سال بعد ان کے نام لیواؤں کو ارضِ مقدس پر قبضہ نصیب ہوا اسی طرح برصغیر کے مسلمانوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد کم و بیش چالیس سال میں پاکستان کی مملکت جناب الٰہی سے عطا ہوئی جو "ارضِ مقدس" کے عربی الفاظ کا اردو اور فارسی زبان میں بامحاورہ ترجمہ ہے۔

پاکستان کو یہ امتیازی خصوصیت بھی حاصل ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشوف و رؤیاء اور الہامات کے عین مطابق معرضِ وجود میں آیا چنانچہ یہ حیرت انگیز بات ہے کہ ٹھیک ۱۹۰۵ء میں جبکہ بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی سیاسی زندگی کا آغاز ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عالم رؤیاء میں نہ صرف قیامِ پاکستان، اس کے روحانی پس منظر اور اس کے موسس محمد علی جناح کے نام کی اطلاع دی گئی بلکہ اُس لرزہ خیز اور ہلا دینے والی فساد انگیز فضا کا بھی علم دیا گیا جس کے دوران مظلوم مسلمانوں کی یہ نئی حکومت نقشۂ عالم میں ابھرنے والی تھی چنانچہ حضرت اقدس نے دیکھا کہ:۔

"زور زور سے اللہ اللہ اکبر (ساری آواز) کہہ رہا ہوں۔ ایک اونچے درخت پر ایک آدمی آ کر بیٹھا ہے وہ بھی یہی کلمات بول رہا ہے۔ اس کے بعد میں نے باآواز بلند درود شریف پڑھنا شروع کیا اور اس کے بعد وہ آدمی نیچے اتر آیا اور اس نے کہا سید محمد علی شاہ آ گئے ہیں اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ بڑے زور سے زلزلہ آیا اور زمین اس طرح اُڑ رہی ہے جیسے روئی دھنی جاتی ہے۔ اس کے بعد یہ وحی نازل ہوئی

"ہے سرِ راہ پر تمہارے وہ جو ہے مولا کریم"

(بدر ۲۰ راپریل ۱۹۰۵ء صفحہ ۱)

اس پر اسرار رؤیاء سے تین سال قبل آپ کو ایک الہام ہوا جس کا ترجمہ حضور نے "واقع البلاء" صفحہ ۲۱ پر درج ذیل الفاظ میں شائع فرمایا۔

"عیسائی لوگ ایذا رسانی کے لیے مکر کریں گے (ریڈ کلف ایوارڈ کی ناپاک سازش کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے ناقل) اور خدا بھی مکر کرے گا اور وہ دن آزمائش کے دن ہونگے اور کہہ کہ خدایا پاک زمین میں مجھے جگہ دے یہ ایک روحانی طور کی ہجرت ہے"

بعد ازاں ستمبر ۱۹۰۳ء میں الہام ہوا۔

"رسول اللہ پناہ گزین ہوئے قلعہ ہند میں"

(الحکم ۱۷۔۲۴ر دسمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵)

## حضرت مصلح موعودؓ کی ہجرت پاکستان

ان بشارات اور اخبار غیبیہ ہی کی برکت تھی کہ جہاں کانگرسی اور نام نہاد نیشنلسٹ مسلمان علماء اور ان کے زیر اثر حلقوں نے تحریک پاکستان کی شدید مخالفت کی وہاں جماعت احمدیہ نے حضرت مصلح موعودؓ کی قیادت عظمیٰ میں قیام پاکستان کے جہاد میں بھرپور حصہ لیا جیسا کہ تاریخ احمدیت جلد ۱۰ میں تفصیلی ذکر موجود ہے۔ جماعت احمدیہ کی اس سرفروشانہ جدوجہد کے ردّعمل اور انتقام کے طور پر اسلام اور پاکستان کے دشمنوں نے ایک سازش کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو اس کے پیارے مرکز قادیان سے محروم کر دیا اور حضرت مصلح موعودؓ خدائی نوشتوں کے مطابق ۳۱ راگست ۱۹۴۷ء کو "پاک زمین" یعنی پاکستان میں ہجرت کر کے تشریف لے آئے۔

## ۱۹۴۷ء کا خونی ڈرامہ اور حضرت مصلح موعودؓ کا عہد اور پیشگوئی

ان ایام میں کس طرح سقوطِ غرناطہ کے بعد کے سپین کا خونی ڈرامہ مشرقی پنجاب کے چپہ چپہ میں کھیلا جا رہا تھا اور مسلمانانِ برصغیر قیامت خیز واقعات سے دوچار تھے۔ پاکستان کی نئی نسل آج اس کا تصور ہی نہیں کر سکتی۔ قریباً دو لاکھ مسلمان شہید کر دیئے گئے، پچاس لاکھ بے گھر ہو گئے پچاس ہزار مسلمان عورتیں ہندوؤں اور سکھوں کے قبضہ میں چلی گئیں اور (سوائے قادیان کے جہاں ضلع گورداسپور کے قریباً ایک لاکھ مسلمان پناہ گزین ہو گئے تھے) دیکھتے ہی دیکھتے دہلی سے واہگہ تک سارا مشرقی پنجاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں سے خالی ہو گیا۔ اور اس وسیع و عریض خطہ میں اسلام اور احمدیت کا درخت شدید آندھی کی زد میں آ گیا۔ ایسے ہوش ربا دور میں ملت کے فدائی سیدنا و امامنا حضرت مصلح موعودؓ نے ایک نئے جوش، نئے ولولہ اور نئی امنگوں کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کا عہد کیا اور پیشگوئی فرمائی کہ:۔

"خدا اپنے لگائے ہوئے پودے کو دشمن کے دباؤ سے کبھی تباہ نہیں ہونے دے گا خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اس ملک میں کبھی نیچا نہیں ہونے دے گا۔ خدا قرآن کو اس ملک میں کبھی ذلیل نہیں ہونے دیگا وہ ضرور ان کو پھر عزت بخشے گا اور ان کو فتح و کامرانی عطا کرے گا۔ ..... خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ اسلام کی فتح ہو۔ محمد رسول اللہ کی فتح ہو اور پھر اسلام کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرائے"

(الفضل ۳۰ رستمبر ۱۹۴۷ء صفحہ ۸)

جہاں تک ان نہتے اور بیکس اور ستم رسیدہ مسلمانوں کا تعلق ہے جو قادیان میں نہایت کثیر تعداد میں پناہ گزین تھے حضور کی خصوصی ہدایات کے مطابق جماعت احمدیہ نے ان کی حفاظت اور خدمت کا ایسا فقید المثال نمونہ دکھایا کہ اس دور کے پاکستانی اخبارات مثلاً "زمیندار" "احسان"، "نوائے وقت" نے قادیان کے سرفروش احمدی رضاکاروں کو زبردست خراجِ تحسین ادا کیا۔

اسی طرح اخبار "ڈان"، "ڈیلی گزٹ" اور "سندھ آبزرور" نے سرکاری ذرائع سے خبر دی کہ ہزاروں مسلمان پناہ گزین قادیان میں موجود ہیں ادارہ رابطہ قرآن (دفاتر مجاہدات دفاع پاکستان راولپنڈی) نے مارچ ۱۹۵۱ء میں "کتاب کاروان سخت جان" میں لکھا کہ

"فسادات کے ایام میں بیس بیس میل دور کے مسلمان بھی قادیان شریف میں پناہ لینے کے لیے آ گئے۔ یہ تعداد بڑھتے بڑھتے ۷۵ ہزار نفوس تک پہنچ گئی۔ چونکہ ان پناہ گزینوں کو ظالم اور سفاک سکھوں نے بالکل مفلس اور قلاش کر دیا تھا لہٰذا قادیان کے باشندوں نے ان بیچاروں کی کفالت کا بیڑا اٹھایا۔ ظاہر ہے اتنی بڑی جمعیت کے لیے خوراک اور رہائش کا بار اٹھانا کوئی معمولی کام نہیں ہے اور خصوصاً ایسے ایام میں جبکہ ضروریات زندگی کی اتنی گرانی ہو چنانچہ یہ ناخواندہ مہمان قادیان کی کفالت میں اس وقت تک رہے جب تک حکومت نے عملاً ان کو ایسا کرنے سے روک نہ دیا یہ سلسلہ تقریباً ڈیڑھ ماہ تک جاری رہا" (صفحہ ۱۴۲ - ۱۴۸)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی دوربین نگاہ بھانپ رہی تھی کہ یہ نوزائیدہ مملکت چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات و کشوف کے مطابق اور جماعت احمدیہ کی بے لوث قربانیوں سے معرض ظہور میں آئی ہے اس لیے مشکلات کے طوفانوں کے باوجود جلد یا بدیر احمدیت کی برکت سے اسے عالمگیر اسلامستان کی بنیاد بننا ہے اسی اہمیت کے پیش نظر آپ نے ملک کو درپیش جدید مسائل کا گہرا مطالعہ فرمایا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور داخلی اور خارجی ہر اعتبار سے ان کو حل کرنے کی مفید اور قیمتی تجاویز ارباب اقتدار اور عوام دونوں کے سامنے رکھیں۔

اس تعلق میں حضور نے اوّل قدم یہ اٹھایا کہ بہت سی اہم تجاویز اور مشوروں کو قلمبند فرمایا جو ساتھ ہی ساتھ الفضل کے اداریہ کالموں میں آپ کے اسم گرامی کا تذکرہ کئے بغیر ریکارڈ کر دی گئیں۔ بطور نمونہ ان میں سے چند درج ذیل کی جاتی ہیں۔

## انڈونیشیا، ایبے سینیا اور سعودی حکومت سے سفارتی تعلقات قائم کرنیکی تحریک

۱۔ "بہت سے ضروری ممالک جن سے فوراً پاکستان کا تعلق قائم ہو جانا چاہیئے تھا ان سے اب تک تعلق قائم نہیں ہو سکا اور شاید پاکستانی حکومت کے ذمہ داروں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ بعض طریقے ایسے بھی ہیں کہ بہت کم خرچ سے بیرونی ممالک سے تعلق قائم کیے جا سکتے ہیں۔

اس وقت ہم تین ملکوں کا ذکر کرتے ہیں جن سے پاکستان کے سیاسی تعلقات فوراً قائم ہو جانے چاہیئے تھے۔ اور جن کی طرف حکومت پاکستان کو فوری توجہ دینی چاہیئے تھی۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ یہ ملک انڈونیشیا، ایبے سینیا اور سعودی عرب ہیں۔ انڈونیشیا دوسرا بڑا اسلامی ملک ہے جس میں مسلمانوں کی آبادی چھ کروڑ سے بھی زیادہ ہے۔ پھر اس کا مقام وقوع ایسی جگہ پر ہے کہ اس کے تعلقات آئندہ پاکستان کی ترقی اور حفاظت میں بہت کچھ ممد ہو سکتے ہیں۔ لیکن جبکہ ہندوستان یونین اس کے ساتھ تعلق بڑھا رہی ہے پاکستان حکومت نے اب تک پوری جدوجہد سے کام نہیں لیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمان کو مسلمان سے پیار ہے اور وہ ایک دوسرے سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ لیکن سیاسی معاملات کچھ ایسے پیچیدہ ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ دوست دشمن بن جاتے ہیں اور دشمن دوست بن جاتے ہیں اور صرف مذہبی اتحاد کو سیاسی اتحاد کا پورا ذریعہ نہیں بنایا جا سکتا۔۔

۔۔۔۔ دوسری خبر اسی سلسلہ میں ہمیں یہ ملی ہے کہ اب تک سعودی عرب سے بھی تعلقات پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ حالانکہ سعودی عرب وہ ملک ہے جس میں ہمارا مقدس مقام مکہ مکرمہ اور ہمارا قبلہ گاہ بیت اللہ اور ہمارے آقا کا مقام ہجرت اور مدفن مدینہ منورہ واقعہ ہیں۔ ہم خواہ کسی مذہب اور فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں ہم اُن مقامات کی طرف سے اپنی نظریں نہیں ہٹا سکتے اور جس حکومت کے ماتحت ہیں بھی یہ مقامات ہوں اور اس سے تعلق پیدا کرنا ہمارا ضروری فرض ہے کیونکہ مسلمانوں کا حقیقی اتحاد مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے ذریعے سے ہی ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔۔

تیسری شکایت ہمیں یہ پہنچی ہے کہ ایبے سینیا میں ہندوستان کی آزادی کا دن منایا گیا اور ہندوستانی جھنڈے تقسیم کئے گئے اور خوشی سے ایبے سینیا کے لوگوں نے ہندوستانی جھنڈے لہرائے۔ لیکن پاکستان کی آزادی کا دن نہ منایا گیا اور نہ پاکستان کے جھنڈے وہاں لہرائے گئے۔ ایبے سینیا کے شاہی خاندان کا ایک حصہ مسلمان ہے اور بعض زبردست فوجی قبائل بھی مسلمان ہیں۔ وہ اس نظارہ کو دیکھ کر بہت مایوس ہوئے اور ایبے سینیا کے ہندوستانی ڈاکٹر "وہ اتفاقاً احمدی ہے" سے پوچھا کہ یہاں پاکستانی جھنڈے کیوں نہیں آئے۔ اور پاکستان کی طرف سے ہم لوگوں کو خوشی میں شامل ہونے کا موقع کیوں نہیں دیا گیا۔ وہ سوائے افسوس کے اور کیا کر سکتا تھا۔ اب اس نے پاکستان کو لکھا ہے کچھ پاکستانی جھنڈے بھجوا دیئے جائیں تاکہ وہ مسلمانوں میں تقسیم کیے جائیں اور اس نمونہ پر وہ اپنے لیے جھنڈے بنوا لیں کیونکہ ایبے سینیا کے مسلمان چاہتے ہیں کہ وہ بھی پاکستان کی خوشی میں شامل ہوں۔

ایبے سینیا گو حکومت کے لحاظ سے عیسائی ہے اس کو تین عظیم الشان حیثیتیں حاصل ہیں۔ ایک یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایبے سینیا نے ہجرت اُولیٰ کے مسلمانوں کو پناہ دی تھی اور اس وقت کا بادشاہ مسلمان بھی ہو گیا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بادشاہ اور اس کی قوم کے لیے خاص طور پر دعا فرمائی تھی۔

آج تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط اس ملک میں محفوظ چلا آتا ہے۔ دوسرے ایبے سینیا کے شاہی خاندان کا ایک حصہ مسلمان ہے کبھی کبھی وہ غالب آکر اس ملک میں اسلامی حکومت بھی قائم کر دیتا ہے۔ ایبے سینیا اپنے معدنی اور دوسرے ذرائع کی وجہ سے اور اپنے ملک کی وسعت کی وجہ سے اور اپنے مقام وقوع کی وجہ سے حیثیت رکھتا ہے کہ اگر کسی وقت وہاں اسلامی حکومت قائم ہو گئی تو وہ اسلامی سیاست کی تقویت میں بہت بڑی ممد ثابت ہو گی۔"

(۲ "الفضل" ۱۴ اخاء/اکتوبر ۱۳۲۶ ہش/۱۹۴۷ء صفحہ ۳)

## پاکستانی فوج میں اضافہ اور اسکی راہنمائی کیلئے پاکستانی جرنیل مقرر کرنے کا مخلصانہ مشورہ

۲۔ "پاکستان کو جہاں کچھ مشینی دستوں کی ضرورت ہے وہاں اسے ایسی فوج کی بھی ضرورت ہے جو بے سڑک والے علاقوں میں گھوڑوں پر سوار ہو کر دو سڑکوں کے درمیانی علاقوں کو صاف کرتی چلی جائے اور مشینی فوج کے عقب کی حفاظت کر سکے۔ مگر یہ سوال تو اس وقت پیدا ہوتا ہے جبکہ پاکستان حملہ آور کی حیثیت میں ہو۔ پاکستان تو کسی پر حملہ کرنے کی نیت ہی نہیں رکھتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ بہترین جرنیلوں کا مقولہ ہے کہ بہترین دفاع حملہ ہے۔ اگر کوئی ہم پر حملہ کرے تو اس حملہ سے بچنے کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ ہم اس پر حملہ کر دیں تو بھی ہم اس امر کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ کوئی فوج محض حملہ کرنے کی تدبیروں سے کامیاب نہیں ہو سکتی جرمن حکومت گزشتہ دنوں لڑائیوں میں محض اس لیے شکست کھا گئی کہ اس نے صرف حملہ کی تیاریاں کی تھیں دفاع کی کوئی تیاری اس نے نہیں کی تھی۔ دونوں دفعہ جب اس کا حملہ ناکام رہا تو وہ دفاع کی قوت سے بھی محروم ہو گیا کیونکہ دفاع کا پہلو اس نے مدنظر نہیں رکھا تھا۔ یہ پرانا مقولہ اب تک بھی درست چلا آرہا ہے کہ جنگ دو سر دارد۔ جنگ میں کبھی انسان آگے بڑھتا ہے کبھی پیچھے ہٹتا ہے۔ جب تک پیچھے ہٹنے کے لیے بھی پوری تدبیریں نہ کی گئی ہوں کبھی کوئی فوج کامیاب نہیں ہوتی۔

پس صرف مشینی دستوں پر زور دینا پاکستان کے دفاع کو فائدہ نہیں پہنچائے گا۔ کسی دشمن کے حملہ کی صورت میں اس کے حملہ کی شدت کو روکنے کیلئے بالمقابل حملہ کرنے میں تو یہ دستے کام آجائیں گے۔ لیکن ان کو فائدہ دیرپا اور دوررس نہیں ہو گا کیونکہ پاکستان کے اردگرد جتنے ممالک ہیں ان میں سڑکوں کا وسیع جال اس طرح نہیں پھیلا ہوا جس طرح یورپ میں پھیلا ہوا ہے پس اس معاملہ میں یورپ کی نقل کرنا خواہ اس کا فیصلہ بڑے بڑے جرنیل ہی کیوں نہ کریں۔ خلاف عقل اور نامناسب ہے۔ ہمارے نزدیک پاکستان کی فوج کا بڑھانا نہایت ضروری ہے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ پاکستانی فوج کی پاکستانی جرنیل ہی راہنمائی کریں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس وقت ہمارے پاس تجربہ کار افسر بہت کم ہیں لیکن جہاں ناتجربہ کار کا نقصان وہ ہوتی ہے، ہمدردی کی کمی اس سے بھی زیادہ نقصان دہ ہوتی ہے اگر جانثار اور تجربہ کار مل جائیں تو فبہا، لیکن اگر ایسے افسر نہ ملیں تو کم تجربہ کار لیکن جانثار افسر تجربہ کار لیکن بے تعلق افسر سے یقیناً بہت زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

پولینڈ جب روس اور جرمنی سے آزاد ہوا تو اس کے پاس تجربہ کار افسر نہیں تھے کیونکہ نہ جرمن کی فوجوں میں پولش لوگوں کو بڑے عہدے ملتے تھے اور نہ روسی فوجوں میں پولش لوگوں کو بڑے عہدے ملتے تھے۔ اس وقت پولش نے اپنی فوجوں کی کمان ایک گویتے کے سپرد کی اور اس گویتے نے تھوڑے بہت فوجی اصول سے واقف پولش افسروں کی مدد سے اپنے ملک کو آزاد کرا لیا۔ کیا پاکستان کے مسلمان افسر اس گویتے سے بھی کم قابلیت رکھتے ہیں؟ اس گویتے کی کیا قابلیت تھی، صرف حبّ الوطنی۔ وطن کی محبت کے بے انتہا جذبہ نے اس گویتے کو ایک قابل جرنیل بنا دیا۔ کیا ہم یہ خیال کر سکتے ہیں کہ پاکستانی فوج کے مسلمان افسروں کے دل سے وطن کی محبت کا جذبہ بالکل مفقود ہے؟ ہم مانتے ہیں کہ پرانی روایات کا اثر اب تک افسروں کے دل پر باقی ہے۔ ابھی ان کی حبّ الوطنی کی رُوح نے ان کی آنکھیں نہیں کھولیں۔ ابھی اپنی قوم کو سربلند و بالا کرنے کے جذبات ان کے دل میں پوری طرح نہیں امڈے مگر پھر بھی ایک پاکستانی پاکستانی ہی ہے۔ اپنی ملک کی خدمت کے علاوہ اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کی جان بچانے کی خواہش بھی اسے زیادہ محنت سے کام کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ اگر پاکستان پر کوئی حملہ ہو تو ایک پاکستانی جرنیل کو صرف اپنے ملک کی عزت کا ہی خیال نہیں ہو گا بلکہ اسے یہ بھی نظر آرہا ہو گا۔ کہ اگر دشمن آگے بڑھا تو اس کے ماں باپ اس کی بیوی، اس کے بھائی، اس کی بہنیں، اس کے بچے، اس کے دوسرے عزیزوں کے بچے، اس کے پڑوسی، اس کے املاک، اس کی جائیدادیں، یہ سب تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ پس ملکی جذبہ کے علاوہ خاندان اور قرابت کے بچانے کا جذبہ بھی اس کے اندر کام کرتا ہو گا۔ پس ہمیں اس بات کی فکر میں زیادہ نہیں پڑنا چاہیئے کہ ہمارے ملک کے آدمی ابھی پوری طرح تجربہ کار نہیں جدید ٹرکی کے بانی کمال اتاترک صرف کرنیل تھے۔ لیکن وطنی محبت کے جذبہ میں سرشار ہو کر اس کرنیل نے بڑے بڑے جرنیلوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ فرانس کا مشہور مارشل شہنشاہ نپولین صرف فوج کا ایک لیفٹیننٹ تھا۔ لیکن اس لیفٹیننٹ نے دنیا کے مشہور ترین جرنیلوں کی قیادت کی۔ صرف اس لئے کہ اس کا دل وطن کی محبت کے جذبات سے سرشار تھا۔ امریکہ کا پہلا پریذیڈنٹ اور پہلا کمانڈر انچیف جارج واشنگٹن محض ایک سویلین تھا۔ لیکن وطن کی محبت کے جذبات نے اس کے اندر وہ قابلیت پیدا کر دی کہ بڑے بڑے جرنیلوں کی راہنمائی کر کے اس نے اپنے ملک کو انگریزی غلبہ سے آزاد کروا لیا۔ ہٹلر کا انجام چاہے کیسا ہی خراب ہوا ہو لیکن اس میں کیا شک ہے کہ وہ فوج میں صوبیداری کا عہدہ رکھنے والا دنیا کے بہترین جرنیلوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے پیدا کرنے کا باعث ہوا۔ گوئرنگ محض ایک ہوا باز تھا اور ہوا باز بھی ایسا جو ابھی صرف تجربہ ہی حاصل کر رہا تھا۔ مگر ملک کی محبت کے جذبات نے پائلٹ گوئرنگ کو دنیا کے سب سے زبردست ہوائی جہاز کے بیڑہ کا مارشل گوئرنگ بنا دیا ہم کیوں خیال کریں کہ پاکستان کے افسر حب الوطنی کے جذبہ سے بالکل عاری ہیں۔ یقیناً ان میں بھی اپنے وطن پر جان دینے کی خواہش رکھنے والے لوگ موجود ہیں۔ اگر انہیں موقع دیا جائے کہ وہ اپنے ملک کی آزادانہ خدمت کریں تو یقیناً وہ ملک کے لئے بہترین تعویز اور فخر کا موجب ثابت ہوں گے۔"

(الفضل ۱۵ اخاء/اکتوبر ۱۳۲۶ ہش/۱۹۴۷ء صفحہ ۲)

## ملک میں نئے کارخانے جاری کرنیکا قیمتی مشورہ :-

۳- "پاکستان کی اقتصادی حالت کو درست کرنا گورنمنٹ کے اہم ترین فرائض میں سے ہے اور اس کی طرف جتنی بھی توجہ دی جائے کم ہے۔ لیکن یہاں تو یہ حال ہے کہ اب تک فیکٹریاں کرائے پر بھی نہیں دی گئیں اور نہ لوہے کی پتیوں کا انتظام کیا گیا ہے نہ کوئلے کا انتظام کیا گیا ہے جس کی وجہ سے کارخانوں کے تقسیم ہو جانے کے بعد بھی کام فوراً نہیں چل سکے گا اوّل تو کم سے کم دو ہفتے کارخانوں کی صفائی پر لگیں گے۔ پھر عملہ تلاش کرنے میں بھی ٹھیکیداروں کا وقت خرچ ہوگا۔ بلکہ اگر ہماری اطلاعات ٹھیک ہیں تو بہت سی جگہوں پر ہندو مالکانِ کارخانہ نے بعض اہم پرزے مشینوں میں سے نکال کر چھپا دیئے ہیں جس کی وجہ سے کارخانوں کے چلانے میں دقت ہوگی اور جب انجینئر مشینوں کو صاف کرنے لگیں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ وہ مشینیں اس وقت تک چلنے کے قابل ہی نہیں جب تک کہ بیرونی ممالک سے نئے پرزے لا کر ان میں نہ ڈالے جائیں جس کے دوسرے معنے یہ ہوں گے کہ اس سال روئی کے بہت سے کارخانے چل ہی نہیں سکیں گے۔ خدانخواستہ اگر ایسا ہوا تو زمیندار کی تباہی میں کوئی شبہ ہی نہیں رہتا اور پاکستان کی مالیات کو بھی سخت نقصان پہنچنے کا امکان ہے کیونکہ پاکستان کی بڑی دولتوں میں سے ایک دولت کپاس کی دولت ہے۔ لیکن اگر یہ اطلاعات درست نہیں تب بھی بغیر کوئلہ اور بغیر لوہے کی پتیوں اور بغیر ان کے وقت پر مہیا ہو جانے کے اور کارخانوں کے فوراً جاری ہو جانے کے زمیندار کے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔

پس ہم گورنمنٹ کو اس طرف توجہ دلاتے ہیں کہ اس معاملہ میں زیادہ دیر نہ کرے اور فوراً کارخانے جاری کروا دے ورنہ زمیندار تو تباہ ہو ہی جائیں گے۔ حکومت کی اپنی مالی حالت کو بھی سخت دھکا لگے گا اور اسے بہت سے مقامات پر معاملہ اور آبیانہ معاف کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ان حالات میں زمیندار معاملہ دے کر اگلے چھ مہینے کی روٹی نہیں کھا سکتا۔ اور اگر اگلے چھ مہینے وہ روٹی کھائے گا تو گورنمنٹ کا معاملہ ادا نہیں کر سکے گا۔"

(الفضل ۹ نبوت/نومبر ۱۳۲۶ ہش/۱۹۴۷ء صفحہ ۲)

## اسلامی جمہوریت کے تقاضوں کے مطابق پاکستان میں بعض فوری آئینی تبدیلیاں کرنے کا مطالبہ

۴- "ہمارا یہی فرض نہیں کہ ہم قوم کو ایک ایسے راستہ پر چلائیں جو ٹھیک ہو بلکہ ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ہم قوم کو ایسی تربیت دیں کہ وہ خود سوچنے اور سمجھنے کی اہل ہو جائے اور پھر ہر نئے مسئلہ کو ایسے رنگ میں اس کے سامنے پیش کریں کہ وہ عمدگی اور خوبی کے ساتھ اس پر غور کر کے ایک نتیجہ پر پہنچے اور جب وہ ہمارے خیالات سے متفق ہو جائے تو ہم اس خیال کو جاری کر دیں یہی وہ اسلامی جمہوریت ہے جو دنیا کی دوسری جمہوریتوں سے مختلف ہے۔ لیکن یہی وہ جمہوریت ہے جو ساری جمہوریتوں کے عیوب سے پاک ہے۔ اچھی سے اچھی چیز کو غفلت، گھبراہٹ کے موقعہ پر قوم پر ٹھونس دینا اور یہ عمل کرنا کہ ہم قوم کی خیر خواہی کر رہے ہیں کسی وقت میں بھی قوم کے لئے مفید نہیں ہو سکتا۔ اگر بعض صورتوں میں قوم کو مادی فائدہ پہنچے گا تو اس کی ذہنیت پست ہو جائے گی اور وہی اچھی غذا اس کے لئے زہر بن جائے گی اور وہ خود سوچنے کی عادت سے محروم رہ جائے گی۔ ایک تندرست ہٹے کٹے انسان کے منہ میں لقمہ دینا کس قدر بدتہذیبی کا فعل سمجھا جاتا ہے۔ لقمہ بھی وہی ہوتا ہے دانت بھی وہی ہوتے ہیں لیکن دوسرے ہاتھ سے جو شاید بعض حالات میں اپنے ہاتھ سے بھی زیادہ صاف ہو، وہ لقمہ کھانا ایک تندرست و توانا آدمی کے لئے کتنا گھناؤنا معلوم ہوتا ہے۔ چاول کا دانہ مکھی سے زیادہ معدہ میں گڑبڑ پیدا کر دیتا ہے دوسری طرف وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان سے سب مقصد حاصل ہو گئے اب ہمیں فوری طور پر کسی نئے پروگرام کے اختیار کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ بھی غلطی کرتے ہیں۔ اگر بڑی اور اصولی باتوں کے لئے ہمیں نہ صرف خود سوچنے کی ضرورت ہے بلکہ قوم کو خود سوچنے کا موقعہ دینے کی ضرورت ہے بلکہ اہم مسائل کے متعلق ملک سے رائے عامہ لینے کی ضرورت ہے۔ تو بعض باتیں ایسی بھی تو ہیں جن کو ملک سوچ چکا ہے اور وہ جو دیر سے زیر بحث چلی آتی رہی ہیں کیوں نہ ان کے متعلق فوری طور پر کوئی تدابیر اختیار کی جائیں۔ مثلاً یہی لے لو کہ گو پاکستان ایک جمہوری اصول پر قائم شدہ حکومت ہے، لیکن بہرحال وہ مسلمانوں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے تو کیوں نہ فوری طور پر ان امور کے متعلق کوئی قانون جاری کر دیا جائے جن میں دو رائیں ہو ہی نہیں سکتیں مثلاً کیوں نہ فوری طور پر یہ قانون پاس کر دیا جائے کہ ورثہ کے متعلق اسلامی قانون مسلمانوں میں جاری ہو۔ اسی طرح طلاق اور خلع کے متعلق اسلامی قانون جاری ہو۔ اسی طرح شراب کا پینا، بیچنا مسلمان کے لئے منع ہو یہ قانون بہرحال مسلمان کے لئے ہوتے۔ اس پر ہندو اور عیسائی کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ ایک ہندو کو اس پر کیا اعتراض ہو سکتا تھا کہ ایک مسلمان شراب نہیں پیتا یا اپنی جائیداد کا حصہ اپنی بیٹی کو کیوں دیتا ہے یا ایک مرد کو طلاق کا اور عورت کو خلع کا خاص شرائط کے ماتحت حق حاصل ہے۔ اسی طرح یہ کوئی اختلافی مسئلہ نہیں تھا کہ ملک کے آزاد ہوتے ہی ملک میں اسلحہ کو قیود سے آزاد کیا جاتا۔ لائسنس کے بغیر تو کسی مہذب ملک میں بھی اسلحہ کی اجازت نہیں لیکن ان مہذب ممالک میں لائسنسوں پر بھی ایسی قیود نہیں لگائی گئیں۔ جیسی کہ اس ملک میں۔ حکومت کو فوراً ہی لائسنس پر سے قیود ہٹانی چاہیئے تھیں اور اس قسم کا قانون پاس کرنا چاہیئے تھا کہ سوائے بدمعاشوں اور فسادیوں کے ہر شریف شہری ہتھیار رکھ سکے اور اسے ہتھیار چلانا آتا ہو۔ اسی طرح سالہا سال سے کانگریس بھی اور مسلم لیگ بھی اس بات پر لڑتی چلی آئی تھی کہ جلسہ اور تقریر اور تحریر کی عام آزادی ملنی چاہیئے۔ اس بات کے متعلق بھی کسی نئے غور کی ضرورت نہیں تھی۔ یہ تو ایک انسانی حق ہے جس کا مطالبہ دنیا کی ہر قوم کرتی چلی آئی ہے

## حکومت کو چاہیئے تھا کہ فوراً ان امور کے متعلق احکام نافذ کر دیتی اور ملک کے اندر یہ احساس پیدا کر دیتی کہ اب وہ آزاد ہیں۔ پہلے کی طرح غلام نہیں ہیں۔

اسی طرح ایگزیکٹو اور جوڈیشل کو جدا کرنے کا مسئلہ ہے۔ سالہا سال سے اس پر بحثیں ہوتی چلی آئی ہیں کانگریس نے بھی اس کی تائید کی ہے مسلم لیگ نے بھی اس کی تائید کی ہے اصلاحی قانون کے مطابق بھی یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ ایگزیکٹو کا محکمہ الگ ہونا چاہیئے اور قضا کا محکمہ الگ ہونا چاہیئے۔ جب تک ان دونوں محکموں کو آزاد نہ کیا جائے۔ افراد میں آزادی کی روح پیدا ہی نہیں ہو سکتی ہر شخص کو معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ قضاء کے ذریعہ سے اپنا حق لے سکتا ہے اور ہر افسر کو محسوس ہونا چاہیئے کہ اگر وہ کسی کا حق مارے گا تو اسے اس کی جوابدہی بھی کرنی پڑے گی ان امور اور ایسے ہی کئی امور کے متعلق حکومت فوری کارروائی کر سکتی تھی۔ لیکن ہوا یہ کہ وہی پرانے قانون اور وہی پرانے طریق باقی رہے۔ اور ابھی تک ملک کے باشندوں نے پوری طرح یہ بھی محسوس نہیں کیا کہ اُن کا ملک آزاد ہو چکا ہے۔

پس ہمارے نزدیک دونوں فریق کی غلطی تھی۔ اس نقص کی اصلاح کا یہ بھی ایک طریقہ تھا کہ مسلم لیگ کے عہدے ایسے لوگوں کو دیئے جاتے جو وزارت کے ممبر نہ ہوتے۔ ۱۶ تاریخ کو یہ نیک قدم اٹھایا گیا ہے ہمیں اس سے تعلق نہیں کہ کون صدر ہوا ہے، کون نہیں۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ ملک کے فائدہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ سیاسی انجمن پر ملک کے وزراء قابض نہ ہوں۔ لیکن جس طرح یہ ضروری ہے اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ ملک کی آئین ساز مجلس، ملک کی وزارت اور اس کے افسروں کے معاملات میں دخل اندازی نہ کرے ان تین آزاد یا نیم آزاد اداروں کے باہمی تعاونوں سے ہی ملک کی حالت درست ہوا کرتی ہے۔ سیاسی انجمن کو حکومت کے افسروں کے اثر سے آزاد ہونا چاہیئے۔ مجلسِ آئین ساز کو سیاسی ادارے کے حکم سے آزاد ہونا چاہیئے اور حکومت اور حکام کو سیاسی انجمن کی دخل اندازی سے آزاد ہونا چاہیئے بے شک اگر سیاسی انجمن یہ سمجھتی ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجلس آئین ساز اس کی پالیسی کو ٹھیک طرح نہیں چلائے گی تو آئندہ انتخاب کے موقعہ پر وہ اس کے ممبروں کی جگہ دوسرے ممبر کھڑے کر دے۔ آئین ساز اسمبلی کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ اگر وہ سمجھتی ہے کہ وزراء اس کی مرضی کے مطابق کام نہیں کر رہے تو وہ اُن کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ پاس کر دے۔ اگر حکام صحیح طور پر کام نہ کر رہے ہوں تو پلیٹ فارم پر سے اُن کے خلاف آواز اٹھائی جا سکتی ہے لیکن خفیہ دباؤ یا مستقل طور پر اُن کے کام میں دخل اندازی کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہو سکتی۔ اگر ایسا کیا جائے گا تو نظام کی کل بالکل ڈھیلی پڑ جائے گی اور دنیا کا بہترین قانون بھی پاکستان کو مضبوط نہ بنا سکیگا۔"

("الفضل" ۲۰ نبوت ۱۳۲۶ ہش / نومبر ۱۹۴۷ء صفحہ ۲ و ۳)

## پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کا عملی طریق :-

پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ کس طرح کیا جائے؟ یہ اہم مسئلہ اتنا ہی قیام پاکستان کے پہلے روز سے متوازی چل رہا ہے اور اونچے سیاسی اور مذہبی حلقوں سے لے کر عوامی اذہان و قلوب میں خلجان کا موجب بنا رہا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس مسئلہ پر اپنی مجلس علم و عرفان (منعقدہ ۱۷ دسمبر ۱۹۴۷ء) میں عارفانہ اور محققانہ رنگ میں روشنی ڈالی چنانچہ فرمایا :-

"اس وقت پاکستان میں یہ سوال زور سے اٹھ رہا ہے کہ پاکستان کی آئندہ حکومت کیسی ہونی چاہیئے۔ آیا اسلامی ہونی چاہیئے یا عام سیاسی رنگ کی۔ میرے نزدیک یہ سوال خود طے ہو رہا ہے کہ جو لوگ اس پر بحث کرتے ہیں۔ انہوں نے صحیح رنگ میں اسلام کا مطالعہ نہیں کیا ورنہ وہ کبھی اس سوال کو بحث کا موضوع نہ بناتے۔ مثلاً یہ پوچھا جاتا ہے کہ پاکستان میں رہنے والے غیر مسلم کس طرح اسلامی قانون کو تسلیم کریں گے۔ اب جو شخص اسلامی تعلیم سے واقف ہے وہ خوب جانتا ہے کہ یہ کوئی پیچیدہ سوال نہیں ہے۔ اسلام نے عمل کے دو حصے کئے ہیں۔ ایک حصہ وہ ہے جو اپنے مذہب کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس حصہ کے متعلق تو صاف طور پر اسلامی احکام یہ ہیں کہ ہر قوم کو اپنے مذہب کی ہدایات پر چلنے کی اجازت ہے۔ قرآن مجید میں صاف طور پر آتا ہے کہ مذہب سے تعلق رکھنے والے امور کے متعلق اہل انجیل کو انجیل کی تعلیم کے مطابق اور اہل تورات کو تورات کی تعلیم کے مطابق فیصلے کرنے چاہئیں۔ یہی اصول تمام دیگر مذاہب کے متبعین پر چسپاں ہوگا پس جہاں تک اپنے اپنے مذہب کے طریق پر چلنے اور اس کے مطابق فیصلہ کرنے کا سوال ہے اسلام کسی مذہب میں بھی دخل اندازی نہیں کرتا۔ اس کا تو صاف حکم ہے کہ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ کہ ہر شخص کو اپنے اپنے طریق پر چلنے کی اجازت ہے۔ اسلام کسی کو مجبور نہیں کرتا کہ فلاں چیز کھاؤ اور فلاں نہ کھاؤ۔ یا مثلاً ورثہ کے متعلق ضرور اسلام کی تعلیم پر عمل کرو۔ ان امور میں اپنے اپنے مذہب کے پرسنل لاء پر عمل کرنے کی اجازت ہے۔ دوسرا حصہ اعمال کا ملکی اور اجتماعی سیاست کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ سو اس کے متعلق اسلام نے ایسی اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی ہے۔ جو فطرت کے عین مطابق ہے۔ اور جس کے متعلق کسی مذہب کا پیرو بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ میری مذہبی تعلیم میں مداخلت کے مترادف ہے۔ مثلاً اسلام نے چوری کی سزا مقرر کی۔ اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے مذہب میں چوری جائز ہے۔ اس لئے اس کی سزا دینا مذہب میں مداخلت ہے۔ ہاں دیکھنے والی بات صرف یہ ہوگی کہ کوئی سزا انسانیت کے خلاف نہ ہو۔ مثلاً کھال کھینچنا چونکہ انسانیت کے خلاف ہے۔ اس لئے اس کی اسلام میں اجازت نہیں ہے۔ دیگر مذاہب میں اس بات کا لحاظ بالکل نہیں رکھا گیا۔ مثلاً ہندو مذہب کی یہ تعلیم یقیناً انسانیت کے خلاف ہے کہ شودر اگر وید منتر سن لے تو سیسہ پگھلا کر اس کے کانوں میں ڈالا جائے جو گویا اسے جان سے مار دینے کے مترادف ہے۔ رہا یہ کہ چوری کی سزا کیا ہو سو اس سلسلے میں تو ہر ملک میں الگ الگ سزا مقرر ہے۔ ان چیزوں کی تفصیلات کے متعلق مسلمانوں کا حق ہے کہ جہاں وہ اکثریت میں ہوں جمہوری اصول کے مطابق اپنی مذہبی تعلیم کو نافذ کرنے کی کوشش کریں۔ اس میں کوئی مذہبی مداخلت کا سوال نہیں ہے۔

ٹیکسز کے متعلق اسلام نے جو عام اصول مقرر کئے ہیں وہ ایسے ہیں کہ مذہبی دخل اندازی کا ان میں بھی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اسلام میں دو قسم کے ٹیکس دینے کا حکم ہے۔ ایک زکوٰۃ شخصی اور ذاتی ہے۔ جس شخص کے پاس مال جمع ہو، اسے اس کا چالیسواں حصہ سالانہ زکوٰۃ میں دینا پڑتا ہے لیکن یہ زکوٰۃ حکومت وصول نہیں کرتی بلکہ ہر شخص کو انفرادی طور پر خود دینی ہوتی ہے اس لئے اس میں کسی جبر کا سوال ہی نہیں ہے۔ دوسرا ٹیکس زکوٰۃ جانوروں اور زمین وغیرہ کا ہوتا ہے۔ سو یہ ٹیکس اسلامی ہدایات کے مطابق وصول کریں گے تو کوئی شخص اسے مذہب میں مداخلت قرار نہیں دے سکتا۔ کیا کوئی غیر مسلم کہہ سکتا ہے کہ اگر مثلاً اتنا ٹیکس لو گے تو یہ میرے مذہب کے مطابق ہے اور اگر اتنا لو گے تو یہ مذہب میں مداخلت ہو جائے گی۔

ہمارا تو یہ دعویٰ ہے کہ موجودہ ترقی یافتہ قانون کو اسلام ہی نے جنم دیا ہے۔ سوائے تفصیلات کے جس میں اختلاف ہوا ہی کرتا ہے جہاں تک اصول کا تعلق ہے موجودہ قانون بڑی حد تک اسلام کی مقرر کردہ لائنوں پر ہی وضع کیا گیا ہے پس اسلام نے جو اصولی تعلیم دی ہے وہ کسی کے لئے بھی موجب اعتراض نہیں ہو سکتی اور کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ تعلیم جمہوریت کے اصولوں کے منافی ہے۔

حضرت مصلح موعود نے اپنی اہم تجاویز اور مشوروں کی الفضل میں اشاعت اپنی قیمتی آراء و افکار کا مجلس علم و عرفان میں ذکر کرنے پر ہی اکتفا نہیں فرمایا بلکہ ملک کے دانشوروں مدبروں اور سیاسی اور مذہبی راہ نماؤں کو پاکستان کی عظمت اور اس کے شاندار مستقبل کے اہم پہلوؤں سے آگاہ کرنے کے لئے انہی دنوں لاہور میں نہایت فاضلانہ اور معلومات افروز لیکچروں کا سلسلہ جاری فرمایا جو تاریخ پاکستان میں ہمیشہ سنگ میل کی حیثیت سے یادگار رہیں گے۔ حضور نے ان لیکچروں میں درج ذیل موضوعات پر ایسی زبردست روشنی ڈالی کہ عوام و خواص میں دھوم مچ گئی اور پریس نے ان کی خبریں ملک کے کونے کونے تک پہنچا دیں۔

۱۔ پاکستان کا مستقبل دفاع زراعت اور صنعت کے لحاظ سے (یکم دسمبر ۱۹۴۷ء)

۲۔ پاکستان کا مستقبل نباتی زرعی حیوانی اور معنوی دولت کے لحاظ سے (۷ دسمبر ۱۹۴۷ء)

۳۔ پاکستان کا مستقبل معنوی دولت کے لحاظ سے (۱۳ دسمبر ۱۹۴۷ء)

۴۔ پاکستان کا مستقبل اس کی بری، فضائی اور بحری دفاعی طاقت کے لحاظ سے (۲۰ دسمبر ۱۹۴۷ء)

۵۔ بحری طاقت اور سیاست کے لحاظ سے پاکستان کا دفاع (۱۰ جنوری ۱۹۴۸ء)

۶۔ پاکستان کا آئین (۱۷ جنوری ۱۹۴۸ء)

ابتدائی پانچ لیکچر مینارڈ ہال کالج میں ہوئے اور آخری یونیورسٹی ہال میں اور جسٹس محمد منیر صاحب، ملک فیروز خان صاحب نون۔ ملک عمر حیات صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی میاں فضل حسین صاحب اور شیخ سر عبدالقادر صاحب جیسی مقتدر اور بلند پایہ شخصیتوں نے صدارت کے فرائض انجام دیئے اور اپنے صدارتی خطبات میں حضور کے تبحر علمی، فہم و فراست اور بے مثال بصیرت کا کھلے بندوں اعتراف کیا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ احمدیت جلد ۱۱ صفحہ ۴۰۶ - ۴۰۷)

افسوس ان عظیم الشان تقاریر کا متن آج تک ترتیب ہو کر منظر عام پر نہیں آسکا البتہ اخبارات میں اس کا تمام ساخلاصہ ضرور موجود ہے جس سے اس علمی و معلوماتی شاہکار کا سرسری سا اندازہ لگ سکتا یہ مقالہ ناتمام رہے گا اگر میں یہ نہ بتاؤں کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام ہی عہد حاضر کے وہ مجاہد اعظم تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر ایک عالمگیر اور روحانی پاکستان کا تخیل پیش کرتے ہوئے فرمایا:

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔"

(الوصیۃ صفحہ ۶)

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# باؤنڈری کمیشن کے سلسلے میں جماعت احمدیہ کی خدمات

مکرم مرزا خلیل احمد صاحب قمر
وقف جدید - ربوہ

## انگریزوں نے مسلم لیگ کی حمایت کرنے پر جماعت احمدیہ کو کیا سزا دی؟

بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں ایک طویل اور صبر آزما جدوجہد کے بعد جب مسلم لیگ نے انگریزوں اور ہندوؤں دونوں کو شکست دی تو ملک کی تقسیم کی تفاصیل طے کرنے کا مرحلہ درپیش ہوا۔ ۳ جون ۱۹۴۷ء کو وائسرائے ہند لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے آزادیٔ ہند کی تاریخ اندازاً ۱۵ اگست بتائی۔ تقسیم کے دوران سب سے اہم مسئلہ دو صوبوں کی تقسیم کا مسئلہ تھا یعنی پنجاب کی تقسیم اور بنگال کی تقسیم۔ چنانچہ صوبوں کی تقسیم کے سلسلہ میں ایک کمیشن مقرر کیا گیا جس کا نام باؤنڈری کمیشن یا حدبندی کمیشن تھا۔

### تقسیم پنجاب کے سلسلہ میں اعداد و شمار کی تیاری کیلئے دفتر امن و صلح کا قیام

جب تقسیم ملک کا فیصلہ ہو گیا تو حضرت مصلح موعود کی دور اندیشی نے پیش آمدہ حالات کو فوراً بھانپ لیا اور اس سلسلہ میں پیشگی تیاری شروع کر دی۔ حضرت مصلح موعود نے اپنی خداداد فراست سے بھانپ لیا کہ تقسیم ملک کے نتیجہ میں پنجاب وغیرہ کی تقسیم بھی ضروری ہو گی۔ کیونکہ پنجاب کے بعض اضلاع میں ہندو اکثریت میں ہیں اور بعض میں مسلمان۔ اس لئے پنجاب کے متنازعہ اضلاع کے ہندو مسلم آبادی کے اعداد و شمار گاؤں وار، تھانہ وار، تحصیل وار، ضلع وار تیار کر لئے جائیں تاکہ جب بھی اس قسم کے اعداد و شمار کی ضرورت ہو فوراً پیش کئے جا سکیں اور تاخیر کی وجہ سے کسی قسم کے نقصان کا احتمال نہ ہو۔ حضرت مصلح موعود نے صوبہ پنجاب کی مردم شماری کے تفصیلی اعداد و شمار جمع کرنے اور اس سلسلہ میں ضروری نقشہ جات کی تیاری کا کام شروع کروا دیا۔ حضرت مصلح موعود نے اس غرض سے تقسیم کے اعلان سے پہلے مئی کے مہینے میں "قیام امن و صلح" کے نام سے ایک خاص دفتر قائم فرمایا۔ اس انتہائی نازک اور اہم کام کی نگرانی کی ذمہ داری حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ کے سپرد فرمائی۔ اس دفتر کے دیگر ممبران درج ذیل تھے۔

۱۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب
۲۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب
۳۔ حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے
۴۔ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے۔

اعداد و شمار جمع کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کے بہت سے دیگر بزرگ اور مخلص خدام نے اس قومی اور دینی خدمت کے سلسلہ میں دن رات کام کیا۔ اس دفتر نے اپنا بھرپور کام ۳ جون کے اعلان سے شروع کیا اور ۳۱ جولائی ۱۹۴۷ء تک جب تک مسلم لیگ کے کیس کی بحث ختم نہیں ہو گئی برابر کام کرتا رہا۔

### باؤنڈری کمیشن کے سلسلہ میں برطانیہ سے ماہر جغرافیہ دان کی خدمات اور امریکہ سے لٹریچر کی درآمد

حضرت مصلح موعود نے جہاں قادیان میں اعداد و شمار جمع کرنے کا کام شروع کروا دیا تھا وہاں آپ نے بیرون ہندوستان جماعت کے تمام مبلغین کو ہدایت بھجوائی کہ وہ مختلف ممالک میں کام کرنے والے باؤنڈری کمیشن کے متعلق مواد اور بین الاقوامی کمیشنوں کے قوانین اور ان کی رپورٹیں حاصل کر کے جلد ہندوستان بھجوانے کا انتظام کریں اور ایک ماہر جغرافیہ دان جو اس قسم کے کمیشنوں میں کام کا تجربہ رکھتا ہو اس سے ہندوستان آنے جانے کے اخراجات اور فیس طے کر کے جلد اطلاع کریں تاکہ اس سے رابطہ کیا جا سکے۔

مبلغین نے بڑی محنت سے اپنے اپنے ملک میں قائم شدہ ایسے بین الاقوامی کمشنوں کے کام کا جائزہ لیا اور ان کمشنوں میں کام کرنے والے ارکان اور ان امور سے واقفیت رکھنے والے احباب سے مشورہ کیا۔ اس سلسلہ میں چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ امام مسجد لندن نے اقوام متحدہ کے شعبہ انفارمیشن کے جینیوا دفاتر سے (جہاں سابقہ لیگ آف نیشنز کے دفاتر تھے) رابطہ کر کے باؤنڈری کمیشن کے سلسلہ میں رپورٹوں کے متعلق لکھا کہ روزنامہ ٹائمز اور نیوز کرانیکل سے رپورٹوں اور ماہر کی تلاش میں مدد دینے کا وعدہ کیا ہے۔

باؤنڈری کمشن کے سلسلہ میں لندن اور امریکہ سے کتب کی درآمد کے سلسلہ میں ایک ہزار روپے سے زیادہ ڈاک پر خرچ آیا اس طرح جماعت احمدیہ برطانیہ نے لندن سکول آف اکنامکس کے ایک مشہور جغرافیہ دان ڈاکٹر اوسکر ایچ کے سپیٹ (Dr. O. H. K. SPATE) کی خدمات حاصل کر لیں۔ مسٹر سپیٹ جلد ہی لندن سے ہندوستان پہنچ گئے اور "دفتر قیام امن و صلح" کے تیار شدہ اعداد و شمار اور نقشہ جات کے مطالعہ کے بعد مطلوبہ معلومات حاصل کر کے باؤنڈری کمشن میں مسلمانوں کے حقوق کا دفاع کرنے کے بارے میں بنیادی کام شروع کر دیا۔ مسٹر سپیٹ کی فیس اور دیگر اخراجات جماعت احمدیہ نے ادا کئے۔ مسٹر سپیٹ نے باؤنڈری کمشن کے سامنے پیش کرنے کے لئے نہایت محنت سے مکمل اعداد و شمار کو واضح کرنے کے لئے نقشے تیار کئے اور پاکستان اور مسلم لیگ کے کیس کی مدد کے لئے نقشے پیش کئے۔ ان نقشوں میں اعداد و شمار کی ایسی شاندار اور اعلیٰ وضاحت تھی کہ کانگرس کی طرف سے بمبئی کے مشہور بیرسٹر مسٹر سیتلواڈ مسلم لیگ کے محضر نامہ پر بحث کرتے ہوئے ان نقشوں پر اعتراض نہ کر سکے۔ اسی طرح سکھوں کے وکیل ہرنام سنگھ آبادی کے اعداد و شمار اور دفاعی حدود وغیرہ پر اپنے اعتراضات کو ثابت کرنے میں ناکام رہے۔

### پنجاب باؤنڈری کمشن میں چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی تقرری کیلئے قائداعظم کا ارشاد:

اس سلسلہ میں محترم چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:-

"میں نواب صاحب (بھوپال) کے ارشاد کی تعمیل میں سفر انگلستان کے لئے تیار ہوا تو دلی سے پیغام آیا کہ قائداعظم نے طلب فرمایا ہے۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ پنجاب میں جو کمشن حدبندی کے لئے قائم کیا جانے والا ہے اس کے سامنے مسلم لیگ کی طرف سے وکالت کی ذمہ داری ہم تمہارے سپرد کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ میں حاضر ہوں۔ لیکن نواب صاحب کے ارشاد کے ماتحت میں عازم انگلستان ہونے والا تھا۔ مجھے معلوم نہیں کمشن کی کارروائی کب شروع ہو گی اور مجھے تیاری کے لئے کتنا وقت ملے گا۔

قائداعظم: تم انگلستان کتنا عرصہ ٹھہرو گے

ظفر اللہ خان: میرا اندازہ تو پندرہ دن کا ہے۔

قائداعظم: پھر کوئی فکر نہیں کمشن کی کارروائی کے شروع ہونے میں ابھی خاصی دیر ہے ابھی تو کوئی ایمپائر بھی مقرر نہیں ہوا۔

ظفر اللہ خان: ایمپائر کے متعلق گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں کسی ایسے شخص کے تقرر پر مصر رہنا چاہیئے جس کی دیانت پر پورا اعتماد ہو سکے آپ لندن کی رہائش کے زمانہ میں پریوی کونسل کے روبرو پریکٹس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتے رہے ہیں۔ آپ کو اتفاق ہوگا کہ برطانوی لارڈز آف اپیل اپنی روایات کے لحاظ سے اپنے فرائض کی انجام دہی میں نہایت دیانت دار اور غیر جانبدار ہوتے ہیں آپ زور دیں کہ ان میں سے کسی کو ایمپائر مقرر کیا جائے۔ ہر انسان غلطی کر سکتا ہے لیکن ہمیں یہ یقین ہونا چاہیئے کہ جو صاحب مقرر ہوں وہ کسی اثر و رسوخ کے ماتحت یا کسی کے کہنے کہلانے کے نتیجے میں کوئی فیصلہ نہ کرینگے

قائداعظم: میں تمہارے مشورے کو ذہن میں رکھوں گا۔

ظفر اللہ خان: آپ کو کوئی اندازہ بتایا گیا ہے کہ مجھے باؤنڈری کمشن والے معاملہ میں تیاری کے لئے کتنا عرصہ درکار ہوگا۔

قائداعظم: تمہیں کافی وقت مل جائے گا۔ لاہور کے وکلاء نے پورا کیس تیار کر لیا ہوگا۔ تمہیں صرف اپنے دلائل کو ترتیب دینا ہوگا اور اسلوب بحث طے کرنا ہوگا۔

ظفر اللہ خان: میں لندن سے واپس کراچی سے سیدھا لاہور چلا جاؤں گا۔ وہاں میں کس کو اپنی آمد سے مطلع کروں؟

قائداعظم: نواب ممدوٹ سب انتظام کرینگے

قائداعظم سے رخصت ہو کر میں لندن چلا گیا۔

جب وزیراعظم اٹلی نے ایکٹ آزادی ہند کا مسودہ ایوان عام میں پیش کیا تو میں ایوان کی گیلری میں موجود تھا۔ وزیراعظم کی تقریر بہت صاف اور واضح تھی لیکن ایک امر سے مجھے حیرانی بھی ہوئی اور پریشانی بھی۔ انہوں نے تقریر میں کہا۔ ہم تو چاہتے تھے کہ آزادی کے بعد لارڈ ماؤنٹ بیٹن ہندوستان اور پاکستان دونوں ملکوں کے پہلے گورنر جنرل ہوں لیکن افسوس ہے کہ مسٹر جناح رضامند نہ ہوئے قائداعظم کے انکار پر مسٹر اٹلی کا افسوس مجھے پسند نہ ہوا۔ اول تو اس تفصیل کا ذکر ضروری نہ تھا۔ دوسرے اگر وزیراعظم کی رائے میں ذکر ضروری تھا تو صرف یہ کہنا مناسب ہوتا کہ اس تجویز پر اتفاق نہ ہوا۔ قائداعظم کا نام لے کر افسوس کے اظہار سے مترشح ہوتا تھا کہ اس تجویز کے ناکام رہنے پر وزیراعظم کو قائداعظم سے ذاتی رنجش ہے جو انہوں نے ایوان کے سامنے اس رنجش کو یوں مشتہر کیا۔ بعد میں متعدد مواقع پر ان سے ایسی حرکات سرزد ہوئیں جن سے میرے اس قیاس کو تقویت پہنچی۔"

(تحدیث نعمت۔ صفحہ ۴۹۸-۴۹۹)

## باؤنڈری کمیشن کا اعلان:۔

سر سیرل ریڈ کلف کو حد بندی کمشنر کا چیئرمین مقرر کیا گیا

اور پنجاب میں حد بندی کمیشن کے دیگر درج ذیل ممبران کا اعلان کیا گیا۔

جسٹس دین محمد صاحب۔ مسلمان ممبر
" محمد منیر صاحب " "
" مہر چند مہاجن ہندو "
" تیجا سنگھ سکھ "
" سردار بلدیو سنگھ " "

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل افراد نے اپنی اپنی جماعتوں کی طرف سے باؤنڈری کمیشن کے سامنے وکالت کی ذمہ داری ادا کی۔

چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب: وکیل مسلم لیگ
سر سیتلواڈ: " کانگرس
ہرنام سنگھ: " سکھ
شیخ بشیر احمد صاحب وکیل جماعت احمدیہ

## چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی انگلستان سے واپسی:۔

چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے قائداعظم سے رخصت ہو کر مسلم لیگی کارکنوں کو باؤنڈری کمیشن کے سلسلہ میں ہدایات دیں اور ۲۴ جون کو انگلستان روانہ ہوئے۔ انگلستان میں ہندوستانی ریاستوں کے مستقبل کے مسئلہ جیسے اہم اجلاس میں شریک ہوئے اور حکومت کے اہم افسران سے ہندوستان کی آزادی اور پاکستان کے قیام کے سلسلہ میں مذاکرات کے بعد ۱۱ جولائی کو لنڈن سے روانہ ہو کر ۱۳ جولائی بروز سوموار لاہور پہنچ گئے۔ چوہدری صاحب کیس کے کاغذات کی تیاری کے متعلق مطمئن تھے کہ قائداعظم نے فرمایا تھا کہ کاغذات تیار ہوں گے صرف تمہیں اسلوب بحث تیار کرنا ہے۔

ریڈ کلف ۸ جولائی کو انڈیا پہنچا اور چند دن کلکتے میں آرام کرنے اور باؤنڈری کمشن کے متعلق ہدایات حاصل کرنے کے بعد لاہور پہنچ چکا تھا اور ریڈ کلف نے ہدایت کی تھی کہ تمام فریق کمیشن کے سامنے پیش ہوں تاکہ پروگرام طے کیا جا سکے۔ چنانچہ ۱۴ جولائی کو بروز منگل صبح گیارہ بجے چوہدری صاحب کمیشن کے سامنے پیش ہوئے تو ریڈ کلف نے کمیشن کا پروگرام بتاتے ہوئے کہا کہ آنے والے جمعہ مورخہ ۱۸ جولائی کو دوپہر تک فریقین اپنے اپنے تحریری بیانات داخل کر دیں اور آئندہ سوموار ۲۱ جولائی سے کمیشن وکلاء کی بحث کی سماعت کرے گا۔

چوہدری صاحب ان انتہائی نازک لمحات کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"منگل کی دوپہر ہو چکی تھی اور تحریری بیانات جمعہ کی دوپہر تک داخل کئے جانے تھے اس وقت تک مجھے اتنا معلوم نہ تھا کہ میرے ساتھ کون وکلاء صاحبان کام کریں گے اور انہوں نے تحریری بیان یا اس کے لئے ضروری مواد تیار کر لیا ہے۔ یا نہیں.....

اس پر ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب نے فرمایا کس کیس میں ہمیں تو کسی کیس کا کوئی علم نہیں ہم سے تو صرف یہ کہا گیا تھا کہ تم کیس کی پیروی کے لئے آئے ہو۔ اور اس کمیشن کے روبرو مسلم لیگ کا کیس تم پیش کرو گے اور تمہیں ملنے کے لئے ہمیں اس وقت یہاں آنے کی دعوت دی گئی میں نے نواب صاحب (ممدوٹ) کی طرف استفسار کا دیکھا تو وہ صرف مسکرا دیئے۔ میں نہایت سراسیمگی کی حالت میں اٹھ کھڑا ہوا۔ وکلاء صاحبان سے معذرت خواہ ہوا۔ کہ وقت بہت کم ہے اور مجھے کیس کی تیاری کرنی ہے اس لئے رخصت چاہتا ہوں نواب صاحب میرے ساتھ کمرے سے باہر آئے۔

## بارگاہ الٰہی کے حضور عاجزانہ دعا

..... اس وقت مجھے کچھ سوجھ نہیں رہا۔ لیکن بہرصورت دو دنوں میں تحریری بیان تیار کرنا ہے اور پھر اس کی تائید میں بحث کی تیاری کرنی ہے..... میں اپنی قیام گاہ پر واپس آیا نماز میں درگاہ رب العزت میں فریاد کی اور ملتجی ہوا۔ الٰہی میں تن تنہا عاجز اور بے کس اور ذمہ داری اس قدر بھاری۔ اس فرض کی کماحقہٗ ادائیگی کی کیا صورت ہوگی۔ تو جانتا ہے میں تو بالکل خالی اور صفر ہوں۔ لیکن تجھے ہر قدرت ہے تو اپنے فضل و رحم سے مجھے فہم اور توفیق عطا فرما اور خود میرا ہادی اور ناصر ہو۔

## مضطربانہ دعا کا جواب

میں نماز سے فارغ ہوا تو معلوم ہوا۔ خواجہ عبدالرحیم صاحب تشریف لائے ہیں..... خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تمہارا وقت بہت قیمتی ہے میں زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا میں کچھ کاغذات لایا ہوں میں نے اپنے طور پر سرکاری ریکارڈ سے پنجاب کے دیہات تھانہ جات، تحصیلات اور اضلاع کی فرقہ وارانہ آبادی کے اعداد و شمار جمع کرائے ہیں یہ سارے صوبے کی آبادی کے نقشہ جات ہیں ممکن ہے تمہیں کیس کی تیاری میں ان سے کچھ مدد مل سکے..... میں نے محسوس کیا کہ اس قادر و رحیم نے میری مضطربانہ دعا کے جواب میں اس قدر جلد میری بے کسی پر رحم کی نظر ڈالی اور اپنی طرف سے ضروری معلومات کا ایک بے بہا خزانہ مجھے عطا فرمایا ہے جس کے بغیر میں ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتا تھا وہ ضرور باقی مراحل میں بھی میری دستگیری فرمائے گا اور اپنی رحمت سے مجھے فہم اور توفیق عطا فرمائے گا۔"

(تحدیث نعمت صفحہ ۵۰۱، صفحہ ۵۰۲)

چوہدری صاحب نے تحصیل کو بنیادی یونٹ بنا کر تحریری بیان تیار کیا اور مسلم لیگ کے زعماء کو ملاحظہ کے لئے بلوایا مگر صرف ممتاز محمد صاحب دولتانہ اس تحریری بیان کے ملاحظہ کے لئے آئے اور بیان کے متعلق کہا "اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے"

مسلم لیگ کی طرف سے محضر نامہ جمعہ ۱۸ جولائی کو بارہ بجے باؤنڈری کمیشن کے دفتر میں داخل کر دیا گیا۔

## جسٹس دین محمد صاحب کا انکشاف

بدھ کی شام کو جسٹس دین محمد صاحب جو کمیشن کے رکن تھے چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کے پاس تشریف لائے وہ بہت پریشان معلوم ہوتے تھے انہوں نے فرمایا:۔

"تم اپنی طرف سے تحریری بیان تیار کرو اور جیسے بن پڑے بحث بھی کرنا لیکن میں تمہیں یہ بتانے آیا ہوں کہ یہ سب کارروائی محض کھیل ہے۔ حد بندی کا فیصلہ ہو چکا ہوا ہے اور اس کے مطابق حد بندی ہوگی۔" (تحدیث نعمت صفحہ ۵۰۶)

جسٹس دین محمد صاحب نے بتایا کہ ریڈ کلف نے بتایا ہے کہ وہ کل صبح ہوائی جہاز سے اردگرد کے علاقہ پر پرواز کریں گے اور پائلٹ کو اس پرواز کے لئے جو تحریری ہدایات دیں وہ میں نے دیکھی ہیں۔ ہدایات کے کاغذ پر پرواز کے لئے ایک لائن لگی ہوئی ہے مجھے یقین ہے جس لائن پر پرواز کرنے کی ہدایت کی گئی ہے وہی لائن حد بندی قرار پائے گی۔

ریڈ کلف ۸ جولائی کو ہندوستان آیا اور چند دن اس نے کلکتے میں گزارے۔ ابھی فریقین نے محضر نامے داخل نہیں کئے فریقین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے متنازعہ علاقوں کا علم ہونے سے قبل ہی ریڈ کلف کا ایک خاص لائن پر پرواز کے انتظام سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ریڈ کلف کو حد بندی کے سلسلہ میں کسی طرف سے پہلے ہی (Hint) بریف کیا جا چکا تھا

ہفتہ اور اتوار تو چوہدری صاحب نے بحث کی تیاری میں صرف کئے۔ ۲۱ تا ۲۴ جولائی ہندو فریق کی بحث اور مسلم وکیل کے اعتراضات میں گزرا ۲۵ تا ۲۸ جولائی مسلم لیگ کی ہدایت پر جماعت احمدیہ کے محضر نامہ پر بحث ہوئی، ۲۹ تا ۳۱ جولائی مسلم لیگ کی طرف سے چوہدری صاحب نے نہایت کامیابی سے بحث میں حصہ لیا۔

## مسٹر موتی لعل کی حقیقت افشانی

چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب لکھتے ہیں:۔

"جس دن بحث ختم ہوئی اُسی سہ پہر کو مسٹر موتی لعل سٹیلواڈ شیخ عبدالحق ایڈووکیٹ کے ہاں چائے پر مدعو تھے چائے پر اُنہوں نے شیخ صاحب سے فرمایا اگر حد بندی کا فیصلہ بحث میں پیش کردہ دلائل کی بنا پر ہوا تو تم لوگ بازی لے جاؤ گے لیکن کمیشن کی کارروائی ڈھونگ اور کمیشن کے رُو برُو مباحثہ بالکل لاحاصل تھا۔" (تحدیث نعمت ص۵۰۹)

قیام پاکستان کے بعد جسٹس دین محمد صاحب کے اس بیان کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ تقسیم کے وقت گورنر پنجاب مسٹر جنکنز نے پاکستان بن جانے کے بعد واپس ہونے پر اپنے دفتر میں جو کاغذات چھوڑے ہیں ان کاغذات میں ایک اہم نقشہ بھی دستیاب ہوا ہے جو ریڈ کلف کی پرواز والی لائن کے مطابق تھا چنانچہ پاکستان کے ایک سابق وزیر اعظم چوہدری محمد علی صاحب اپنی کتاب "ظہور پاکستان" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"گورنر جنکنز کے چھوڑے ہوئے کاغذات میں سے ایک نقشہ گورنر سر فرانسس موڈی کے ہاتھ لگا۔ یہ ۸ اگست کو جنکنز کی درخواست پر اسے دلی سے مہیا کیا گیا تھا تاوہ اس کے مطابق حفاظتی انتظامات کر سکے اس میں فیروز پور اور زیرہ کی تحصیلیں پاکستان میں دکھائی گئی تھیں۔ گویا ۸ - ۱۲ اگست کے درمیان یہ فیصلہ بدلا گیا تھا۔"

قائد اعظم کی ہدایت پر چوہدری محمد علی صاحب نے ۱۰ اگست کو لارڈ اسمے سے بھی اس اندیشے کا اظہار کیا تھا کہ گورداسپور، امرتسر، جالندھر کے مسلم علاقوں کو بھارت میں شامل کرنے کی سازش کی جا رہی ہے تو اُس نے بالکل لاعلمی کا اظہار کیا مگر جب اسے اس کے کمرہ میں لٹکے ہوئے پنجاب کے نقشے پر پنسل سے بطور سرحد کھینچا ہوا ایسا خط دکھایا گیا تو وہ پریشان ہو کر رہ گیا۔ ماؤنٹ بیٹن نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ریڈ کلف ایوارڈ ۱۵۔ اگست سے پہلے شائع کر دے گا۔ مگر اس نے جان بوجھ کر ۱۷ اگست تک اسے روکے رکھا تاکہ مسلمانوں کو جانی اور مالی لحاظ سے اچانک زیادہ نقصان پہنچایا جا سکے۔"

(ظہور پاکستان ص ۲۶۷ - ۲۶۶ بحوالہ تحریک آزادی پاکستان ص ۳۲۸ مصنف فاروق نجیب اختر)

لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے سیکرٹری اسمے کے دفتر والے نقشہ پر پنسل کے نشان سے سرحد کو ظاہر کرنا اور ریڈ کلف کو پنجاب کے متنازعہ علاقوں پر پرواز کے لئے لائن کا تعین کرنا بتاتا ہے کہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن تقسیم ہندوستان سے قبل ہی ہندوستان کے مشترکہ گورنر جنرل کی سکیم کو نامنظور کرنے پر پاکستان کو نقصان پہنچانے کا فیصلہ کر چکا تھا اور اس نے مسلمانوں کو ایک ایسا پاکستان دینے کا فیصلہ کر لیا تھا جو چند دنوں سے زیادہ قائم نہ رہ سکے اور لاتعداد مشکلات سے تنگ آ کر ہندوستان کی حکومت اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے سامنے دست بستہ دوبارہ انڈین حکومت میں شامل ہونے کی درخواست کرنے پر مجبور ہو جائے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے مسلمانان ہند کی دعاؤں اور خاص کر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور جماعت احمدیہ کی بارگاہ الٰہی میں گریہ وزاری کے نتیجہ میں پاکستان کے استحکام کے سامان پیدا فرمائے۔

## حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی اہم خدمت

باؤنڈری کمیشن میں بحث کے دوران ایک اہم نکتہ کے سلسلہ میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالےٰ کو بر وقت اہم خدمت انجام دینے کا موقعہ ملا۔ باؤنڈری کمیشن میں بحث کے دوران ہندو وکیل نے ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کو بنیاد بنا کر یہ نکتہ اٹھایا کہ مجموعی طور پر ضلع گورداسپور میں مسلم آبادی زیادہ ہے مگر جن افراد کو ووٹ دینے کا حق ہے یعنی بالغ آبادی اس میں مسلمانوں کو اکثریت حاصل نہیں ہے اور چونکہ ووٹ تو بالغ آبادی نے دینا ہے اس لئے یہ علاقہ ہندوستان میں شامل کیا جائے اس موقعہ پر مسلم بالغ آبادی کے مکمل اور (Actual) اکثریت اعداد و شمار کی ضرورت تھی۔ اس سلسلہ میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے رات دن ایک کر کے مکمل اعداد و شمار تیار کئے اور اس سلسلہ میں آپ خود فرماتے ہیں:۔

"۱۹۴۷ء میں جب باؤنڈری کمیشن بیٹھا تو اس کمیشن کے سامنے اعداد و شمار پیش کرتے ہوئے دجل کیا گیا۔ ہندوؤں نے یہ دجل کیا کہ انہوں نے باؤنڈری کمیشن کے سامنے یہ بات پیش کر دی کہ ضلع گورداسپور کی مجموعی آبادی میں مسلمان زیادہ ہیں لیکن ضلع کی بالغ آبادی میں اکثریت ہندوؤں کی ہے اور چونکہ ووٹ بالغ آبادی نے دینا ہے اس لئے یہ ضلع بھارت میں شامل ہونا چاہیئے۔ ہم جب وہاں سے واپس آئے تو ہم سب بہت پریشان تھے اس وقت اللہ تعالےٰ نے میرے ذہن میں یہ ڈالا کہ اگر ہمیں ۱۹۳۵ء سنسز (CENSUS REPORT) مل جائے کہ اس وقت تک سب سے آخر میں ۱۹۳۵ء میں ہی سنسز (CENSUS) ہوئی تھی اور ایک کیلکولیٹر (CALCULATING MACHINE) مل جائے جو جلد جلد جمع اور تقسیم کرتی ہے تو میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے راتوں رات ایک ایسا نقشہ تیار کر سکتا ہوں کہ اس سے ضلع گورداسپور کی بالغ آبادی کی صحیح تعداد سنسز (CENSUS) کے اصول کے مطابق معلوم ہو جائے گی سنسز (CENSUS) کے متعلق انہوں نے بعض اصول مقرر کئے ہوئے تھے اور انہوں نے عمر کے لحاظ سے گروپ بنائے ہوئے ہیں اور ہر گروپ کی وفات کی فی صد انہوں نے مقرر کی ہوئی تھی وہ تو ایک سال کی عمر سے شروع کرتے ہیں لیکن ہم نے ایسی عمر سے یہ کام شروع کرنا تھا کہ انہیں ۱۹۴۷ء میں بلوغت تک پہنچا دیں۔ مثلاً انہوں نے یہ اصول بنایا ہوا ہے کہ تین سال کی عمر کے بچے چار سال سے پانچ سال کی عمر تک وہ سو میں سے اٹھانوے رہ جائیں گے۔ پھر انہوں نے بعض اس قسم کے اصول وضع کئے ہوئے ہیں اور ہمیں ہر گروپ کو ضرب دے اور تقسیمیں دے کر ہندوؤں اور مسلمانوں کی علیحدہ علیحدہ تعداد نکالنی تھی اور وہ تعداد معلوم کرنی تھی جو ۱۹۲۷ء میں بالغ ہو چکی تھی اور جو پہلے بالغ تھے ان کی تعداد تو پہلے ہی دی ہوئی تھی۔ میں نے حضرت فضل عمر کی خدمت میں عرض کیا تو حضور نے فوراً انتظام کر دیا۔ راتوں رات مجھے شاید پچاس ہزار یا ایک لاکھ ضربیں دینی پڑیں اور تقسیمیں کرنی پڑیں۔ لیکن بہر حال ایک نقشہ تیار ہو گیا اور اس نقشہ کے مطابق ضلع گورداسپور کی مسلم آبادی کی فی صد مجموعی لحاظ سے کچھ زائد تھی کم نہیں تھی۔ اگلے دن صبح جب مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے یہ حساب پیش کیا تو ہندو بہت گھبرائے کیونکہ وہ تو اپنے آپ کو حساب کا ماہر سمجھتے تھے اور انہیں خیال تھا کہ مسلمانوں کو حساب نہیں آتا۔" (الفضل ۶ نومبر ۱۹۶۹ء)

## حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے مسلم لیگ کے کیس کی تیاری میں گرانقدر امداد

چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جو باؤنڈری کمیشن میں مسلم لیگ کے وکیل تھے اور جنہوں نے نہایت مہارت سے مسلم لیگ کا کیس کمیشن کے سامنے پیش کیا اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

"حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دنوں لاہور ہی میں تشریف فرما تھے بدھ کی سہ پہر کو مولانا عبدالرحیم درد صاحب تشریف لائے اور فرمایا حضرت صاحب نے یہ دریافت کرنے کے لیے مجھے بھیجا ہے کہ حضور کس وقت تشریف لا کر تمہیں تقسیم کے بعض پہلوؤں کے متعلق معلومات بہم پہنچا دیں۔ خاکسار نے گزارش کی کہ جس وقت حضور کا ارشاد ہو۔ خاکسار حضور کی خدمت میں حاضر ہو جائے گا۔ درد صاحب نے فرمایا حضور کا ارشاد ہے کہ تم نہایت اہم قومی فرض کی سرانجام دہی میں مصروف ہو تمہارا وقت بہت قیمتی ہے تم اپنے کام میں لگے رہو۔ ہم وہیں تشریف لائیں گے موجودہ حالات میں یہی مناسب ہے۔ چنانچہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضور تشریف لائے اور بٹوارے کے اصولوں کے متعلق بعض نہایت مفید حوالوں کی نقول خاکسار کو عطا کیں اور فرمایا اصل کتب کے منگوانے کے لیے ہم نے انگلستان فرمائش بھیجی ہوئی ہے اگر وہ کتب بروقت پہنچ گئیں تو وہ تمہیں بھیج دی جائیں گی۔ نیز ارشاد فرمایا ہم نے اپنے خرچ پر دفاع کے ایک ماہر پروفیسر کی خدمات انگلستان سے حاصل کی ہیں وہ لاہور پہنچ چکے ہیں اور نقشہ جات وغیرہ تیار کرنے میں مصروف ہیں تم تحریری بیان تیار کر لینے کے بعد ان کے ساتھ مشورے کے لیے وقت نکال لینا۔ وہ یہاں آکر تمہیں یہ پہلو سمجھا دیں گے۔ چنانچہ متعلقہ کتب انگلستان سے قادیان پہنچیں اور وہاں سے ایک موٹر سائیکل سوار انہیں سائڈ کار میں رکھ کر لاہور لے آئے اور دوران بحث وہ ہمیں میسر آگئیں ان سے ہمیں بہت مدد ملی پروفیسر لیپٹ نے دفاعی پہلو مجھے خوب سمجھا دیا۔ ہندو فریق کی طرف سے مسٹر ایم ایل سیتلواڈ نے ہندوستان کے دفاع کی ضروریات کی بنا پر بڑے زور سے دریائے جہلم تک کے علاقے کا مطالبہ کیا لیکن میری طرف سے پروفیسر لیپٹ کے تیار کردہ نقشہ جات کے پیش کرنے اور ان کی اہمیت واضح کرنے کے بعد فریق مخالف کی سے کوئی معقول جواب اس موضوع پر نہ دیا گیا۔ بحث کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانی خود بھی اجلاس میں تشریف فرما رہے اور دعا سے مدد فرماتے رہے۔"

(تحدیث نعمت صفحہ ۵۰۶)

## مسلم لیگ کی طرف سے جماعت احمدیہ کو علیحدہ محضر نامہ پیش کرنے کی تحریک

باؤنڈری کمیشن کے قیام کے وقت یہ خیال کیا گیا کہ جتنے زیادہ محضر نامے مسلمانوں کی طرف سے پیش کیے جائیں گے وہ مسلم لیگ کے کیس کو مضبوط کرنے باعث ہوں گے۔ چنانچہ اسی وجہ سے جماعت احمدیہ کو بھی علیحدہ محضر نامہ پیش کرنے کے لیے کہا گیا۔ اس لیے حضرت مصلح موعود نے جماعت احمدیہ کو علیحدہ محضر نامہ کی تیاری کی ہدایت فرمائی اور گورداسپور کو پاکستان میں شامل کیے جانے کے لیے دلائل بیان فرمائے۔ جب بعد میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ صرف مسلم لیگ اور کانگرس محضر نامے پیش کریں گی تو حضرت مصلح موعود نے علیحدہ محضر نامہ پیش کرنے کا ارادہ موقوف کر دیا۔ جب کانگرس نے اپنے کیس کی مضبوطی کے لیے سکھوں کا اور اچھوتوں کو الگ محضر نامے پیش کرنے کے لیے کہا تو مسلم لیگ نے بھی جماعت احمدیہ کو الگ محضر نامہ پیش کرنے کو کہا کہ شاید جماعت احمدیہ کا الگ محضر نامہ پیش کرنا مسلم لیگ کے موقف کے لیے ممد ثابت ہو۔ چنانچہ مسلم لیگ نے اپنے وقت سے کچھ وقت جماعت احمدیہ کو دیا کہ وہ ثابت کرے کہ گورداسپور کا علاقہ مسلم اکثریت کا علاقہ ہے اور تحصیل بٹالہ میں جماعت احمدیہ کا مرکز قادیان ہے اور جماعت احمدیہ مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کی طرف سے ۱۸ جولائی کو باؤنڈری کمیشن کے سامنے محضر نامہ پیش کیا گیا اور ۲۱ جولائی سے ۲۴ جولائی تک مسٹر سیتلواڈ نے ہندوؤں کے کیس پر بحث کی۔ ۲۵ جولائی سے ۳۰ جولائی تک کے اجلاس میں مسلم لیگ کے محضر نامہ کے حق میں دلائل پیش ہوئے تھے۔ مگر مسلم لیگ نے سب سے پہلے جماعت احمدیہ کے نمائندہ شیخ بشیر احمد صاحب بیرسٹر کو اپنے وقت میں سے موقعہ دیا چنانچہ شیخ بشیر احمد صاحب نے ۲۵-۲۶ جولائی کے باؤنڈری کمیشن کے اجلاسوں میں نہایت عمدگی سے جماعت احمدیہ کا موقف پیش کیا اور بحث میں حصہ لیا۔

## قائداعظم کا چوہدری ظفر اللہ کو خراج تحسین

باؤنڈری کمیشن میں خدمت سرانجام دینے پر بانیٔ پاکستان جناب قائداعظم نے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا اس سلسلہ میں چوہدری صاحب لکھتے ہیں۔

"قائداعظم نے مجھے دہلی بلا بھیجا اور مجھے کہا کہ میں پنجاب باؤنڈری کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کروں۔ جو عنقریب شروع ہونے والا تھا۔ لاہور میں قابل اور تجربہ کار مسلمان وکلاء کی کمی نہ تھی۔ لیکن قائداعظم نے یہ بھاری ذمہ داری اٹھانے کے لیے میرا انتخاب کیا اور مجھے بھوپال سے بلا لیا قائداعظم نے میرے سپرد جو کام کیا اس کو میں نے جس طرح سے ادا کیا اس کے بارے میں وہ کتنے مطمئن تھے اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے۔ کہ دوسری بار انہوں نے پاکستان کے گورنر جنرل کی حیثیت سے مجھے کراچی بلایا اور ہدایت کی کہ میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستانی وفد کی قیادت کروں اس وفد کے ایک رکن مسٹر حسن اصفہانی تھے جو اس وقت امریکہ میں پاکستان کے سفیر تھے۔ جنرل اسمبلی کے اس سیشن کے درمیان جب انہیں (مسٹر اصفہانی) کو اطلاع ملی کہ مجھے واجبات اور اثاثوں کے ٹریبونل میں پاکستان کی طرف سے پیش ہونے کے لیے ہندوستان جانا پڑے گا تو انہوں نے قائداعظم کو لکھا کہ اس سارے سیشن کے دوران نیویارک میں میری موجودگی انتہائی ضروری ہے تو قائداعظم نے مسٹر اصفہانی کو جواب میں لکھا۔

"جہاں تک ظفر اللہ کا تعلق ہے ہم یہ نہیں چاہتے کہ وہ اپنا کام ادھورا چھوڑ دے۔ اور جب تک اس کی ضرورت ہے اسے وہاں رہنا چاہیئے اور میرا خیال ہے کہ اسے یہ بات پہلے سے بتا دی گئی ہے۔ لیکن ہمارے پاس قابل آدمیوں کی بڑی کمی ہے اور خصوصاً اس جیسی قابلیت کے لوگوں کی، اور یہی وجہ ہے کہ جب بھی ہمیں یہاں مختلف مسائل حل کرنے ہوتے ہیں تو لامحالہ ہماری نظریں اسی کی طرف اٹھتی ہیں۔"

(پاکستان ٹائمز ۱۳ فروری ۱۹۸۲ء صفحہ ۵)

## نوائے وقت کا اعتراف

چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب نے جس غیر معمولی قابلیت اور لیاقت سے مسلم لیگ کا کیس پیش کیا اس کا ذکر روزنامہ نوائے وقت ان الفاظ میں کرتا ہے۔

"حد بندی کمیشن کا اجلاس ختم ہوا چار دن چوہدری ظفر اللہ خانصاحب نے مسلمانوں کی طرف سے نہایت مدلل فاضلانہ اور نہایت معقول بحث کی۔ کامیابی بخشنا خدا کے ہاتھ میں ہے مگر جس خوبی اور قابلیت کے ساتھ سر محمد ظفر اللہ خانصاحب نے مسلمانوں کا کیس پیش کیا ہے اس سے مسلمانوں کو اتنا اطمینان ضرور ہو گیا کہ ان کی طرف سے حق و انصاف کی بات نہایت مناسب اور احسن طریقہ سے ارباب اختیار تک پہنچا دی گئی ہے۔

سر ظفر اللہ صاحب کو کیس کی تیاری کے لیے بہت کم وقت ملا مگر اپنے خلوص اور قابلیت کے باعث انہوں نے اپنا فرض بڑی خوبی سے ادا کیا ہمیں یقین ہے کہ پنجاب کے سارے مسلمان بلا لحاظ عقیدہ ان کے اس کام کے معترف اور شکر گزار ہیں۔" (نوائے وقت یکم اگست ۱۹۴۷ء)

نوائے وقت نے محترم چوہدری صاحب کی خدمات کا مزید تذکرہ کرتے ہوئے ایک بار بعد میں پھر لکھا۔

جب قائداعظم نے یہ چاہا کہ آپ پنجاب باؤنڈری کمیشن کے سامنے مسلمانوں کے وکیل کی حیثیت سے پیش ہوں تو ظفر اللہ خان نے فوراً یہ خدمت سرانجام دینے کی حامی بھر لی۔ جو افراد کمیشن کے ارکان کی حیثیت سے جج بنا کر بٹھائے گئے تھے وہ باعتبار تجربہ و صلاحیت آپ کے مقابلے میں طفلانِ مکتب سے زیادہ حیثیت نہ رکھتے تھے لیکن قائداعظم کی خواہش تھی کہ ظفر اللہ کمیشن کے سامنے ملت کے وکیل کی حیثیت سے پیش ہوں۔ اس لیے آپ نے بلا تامل یہ کام اپنے ذمہ لیا اور اسے ایسی قابلیت سے سرانجام دیا کہ قائداعظم نے خوش ہو کر آپ کو یو۔ این۔ او (اقوام متحدہ) میں پاکستانی وفد کا قائد مقرر کر دیا۔ جس طرح آپ نے ملت کی وکالت کا حق ادا کیا اس سے آپ کا نام پاکستان کے قابلِ احترام خادموں میں شامل ہو چکا تھا آپ نے ملک و ملت کی جو شاندار خدمات سرانجام دیں تو قائداعظم انہیں حکومت پاکستان کے اس عہدے پر فائز کرنے پر تیار ہو گئے جو باعتبار منصب وزیراعظم کے بعد سب سے اہم اور وقیع عہدہ شمار ہوتا ہے قائداعظم نے چوہدری صاحب کو بلا تامل پاکستان کا وزیر خارجہ بنا دیا۔

(نوائے وقت ۲۴ اگست ۱۹۴۸ء)

قیام پاکستان کے چند سال بعد جب چوہدری صاحب کی ذات کو اعتراضات کا نشانہ بنایا گیا اور نہایت گندے اور بودے اعتراضات کیے گئے تو ۱۹۵۲ کے فسادات کی تحقیقاتی عدالت کے صدر جسٹس محمد منیر صاحب (جو باؤنڈری کمیشن کے ممبر تھے) نے چوہدری صاحب کی باؤنڈری کمیشن میں خدمات کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔

"عدالت ہذا کا صدر جو اس (باؤنڈری) کمیشن کا ممبر تھا اس بہادرانہ جدوجہد پر تشکر و امتنان کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے جو چوہدری ظفر اللہ خانصاحب نے گورداسپور کے مقابلہ میں کی تھی یہ حقیقت باؤنڈری کمیشن کے کاغذات میں ظاہر و باہر ہے۔ اور جس شخص کو اس مسئلہ سے دلچسپی ہو وہ شوق سے اس ریکارڈ کا معائنہ کر سکتا ہے چوہدری ظفر اللہ خانصاحب نے مسلمانوں کی نہایت بے غرضانہ خدمات سرانجام دیں ان کے باوجود بعض جماعتوں نے عدالت تحقیقات میں ان کا ذکر جس انداز میں کیا ہے وہ قابلِ شرم ناشکرے پن کا ثبوت ہے۔"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ۲۰۹)

## انگریزوں نے جماعت احمدیہ کو سزا دی!!

جماعت احمدیہ شروع سے ہی مسلم مفادات کے لیے کام کرتی رہی ہے اور جب مسلم لیگ مسلم حقوق کے تحفظ کا نعرہ لے کر آگے بڑھی تو جماعت احمدیہ نے مسلم لیگ کی دامے درمے سخنے مدد کی اور خم ٹھونک کر مسلم لیگ کی حمایت میں آگے آ گئی۔ خاص طور پر قرارداد لاہور کے بعد جماعت احمدیہ نے مسلم لیگ کے جھنڈے تلے مسلم حقوق کے تحفظ کے لیے جس سرگرمی سے حصہ لیا اور مخالف قوتوں سے جنگ لڑی اس سے ہندو سکھ اور بعض مسلمان بھی جماعت احمدیہ کے خلاف ہو گئے۔ اور مسلم لیگ کی زبردست حمایت میں جماعت احمدیہ کی خدمات کو دیکھ کر حکومت ہند بھی سخت مخالف ہو گئی اور وائسرائے ہند لارڈ مونٹ بیٹن نے اسی مخالفت کا باؤنڈری کمیشن کے وقت قادیان کو پاکستان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں شامل کرنے کی کوششوں کو سبوتاژ کر کے اپنے اس خبث باطن کا مظاہرہ کیا اور باؤنڈری کمیشن کے فیصلہ کو ریڈ کلف پر زور دے کر تبدیل کروایا اور اس طرح قادیان کو انڈیا میں شامل کر کے جماعت احمدیہ کو مسلم لیگ کی حمایت کرنے کی سزا دی۔

## ماؤنٹ بیٹن اور ریڈ کلف کا تاریخی مکالمہ

اس سلسلہ میں آخری وائسرائے ہند لارڈ مونٹ بیٹن اور ریڈ کلف کے درمیان ایک طویل مکالمہ روزنامہ جنگ لاہور ۴ ستمبر اور ۸ ستمبر ۱۹۸۲ء کے شمارہ میں شائع ہوا تھا اس کے مندرجات کا اخبار مذکور ذمہ دار ہے۔ اس کا متعلقہ حصہ روزنامہ جنگ کے حوالے سے ہم ذیل میں درج کر رہے ہیں۔

"لارڈ مونٹ بیٹن اور ریڈ کلف کے درمیان باؤنڈری کمیشن کے متعلق ایک تاریخی مکالمہ

تاریخ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء

وقت ۵ بجے شام

مقام دہلی

.....

ریڈ کلف: ضلع گورداسپور مسلم اکثریت کا ضلع ہے میں نے اسے پاکستان کے حوالے صرف اس بنا پر کیا ہے۔ نیز مسلمانوں کے ایک فرقہ (احمدیوں) کا گڑھ یعنی قصبہ قادیان بھی اسی ضلع میں ہے اور ..... میں ان لوگوں سے بے انصافی نہیں کر سکتا۔ پاکستانی قوم بالعموم اور فرقہ احمدیہ والی جماعت بالخصوص بے حد ناراض ہو جائے گی۔ اگر ضلع گورداسپور (ایک ترمیم کے ذریعے) انڈیا کے حوالے کر دیا گیا تو وہ ہمیں کبھی بھی معاف نہیں کریں گے۔

ماؤنٹ بیٹن: مسلمانوں کی واضح اکثریت احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتی وہ انہیں برملا "غیر مسلم" یا "کافر" قرار دیتے ہیں مسلمان تو خوش ہوں گے کہ احمدیوں کا گڑھ قادیان ہندوستان کے حوالے کر دیا گیا۔

ریڈ کلف: یور ایکسی لنسی یہ آپ کی بھول ہے آپ عمر میں مجھ سے چھوٹے ہیں نیز آپ کا تجربہ فوجی اور بحری امور کا ہے سیاست کو میں آپ سے بہتر سمجھتا ہوں۔ ضلع گورداسپور کو اگر ہم دونوں نے انڈیا کے حوالے کر دیا تو مسلمان پاکستان تا قیامت ہم دونوں کو گالیاں دیتے رہیں گے۔ نیز آنے والا مورخ برطانوی قوم کو طوطا چشم اور بے وفا نسل قرار دے گا کہ ہم نے احمدیوں کا گڑھ قادیان ہندوستان کے حوالے کر دیا..... آخر امرتسر کا ضلع بھی تو ہم نے انڈیا کے حوالے اس بنا پر کیا کہ شہر امرتسر میں سکھوں کا مرکزی گوردوارہ (گولڈن ٹیمپل) ہے ورنہ ضلع امرتسر میں مسلمانوں کی آبادی ۵۰ فیصد تو بن ہی جاتی تھی۔ میں نے جو ایوارڈ آپ کو دیا ہے (جسے آپ نے آج صبح اناؤنس کر دیا) وہ بالکل صحیح ہے آپ کی التجا پر میں نے اس ایوارڈ میں فیروزپور اور زیرہ انڈیا کو مارک کر دیا۔ اس کے علاوہ میں مزید کوئی اور امنڈمنٹ نہیں کر سکتا۔ یہ بڑی ہی بے قاعدہ اور سبکی کی بات ہوگی اگر آپ میرے جانے کے بعد میری غیر حاضری میں پرسوں ۱۷ اگست کو اس امنڈمنٹ کا اعلان کر دیں کہ ضلع گورداسپور اب پاکستان کی بجائے انڈیا کے حوالے کیا جاتا ہے۔ دنیا کیا کہے گی

ماؤنٹ بیٹن: میں نہیں مانتا کہ احمدی تاج برطانیہ کے وفادار رہے ہیں۔ فرقہ احمدیہ کا بانی تو خود کو مسیح موعود یعنی مثیل عیسیٰ کہا کرتا تھا۔ نیز ان لوگوں نے تو سری نگر کشمیر میں حضرت عیسیٰ کی قبر بھی بنا ڈالی تھی اور اعلان کر دیا کہ یہاں یسوع JESUS CHRIST دفن ہے کیا یہ عیسائیت کی توہین نہیں تھی۔

(روزنامہ جنگ ۹ ستمبر ۱۹۸۲ء شہر نامے ایڈیشن۔ ص۲)

ریڈ کلف: میری معلومات کے مطابق لارڈ کرزن سابق وائسرائے و گورنر جنرل نے برطانوی حکومت کی توجہ اس طرف دلائی تھی۔ سری نگر میں یسوع مسیح کا مقبرہ بنانا کوئی غیر معمولی بات نہیں جس پر تم اتنا شور مچا رہے ہو اس معاملہ میں ڈپلومیسی سے کام لو۔ آخر ہم انگریزوں نے اسے ساٹھ سال تک برداشت ہی کیا ہے نا؟

ماؤنٹ بیٹن: تم عیسائی ہو کر ایسی باتیں کرتے ہو تمہیں کرائسٹ کی دل سے عزت نہیں؟

ریڈ کلف: پھر مسلمانوں کو کیا کہو گے جو کہ سرے سے صلیب کے واقعہ سے منکر ہیں؟ کیا یہ کرائسٹ کی توہین نہیں؟

ماؤنٹ بیٹن: بات دراصل یہ ہے کہ میں نے جناح سے کئی بار اپیل کی تھی کہ کم از کم ایک سال کے لئے مجھے پاکستان اور انڈیا کا گورنر جنرل بنانا قبول کر لو۔ مگر وہ بھی ایک کائیاں ہی نکلا ہے۔ آخر تک نہیں مانا۔ اسے یہ شک ہے کہ اس طرح اثاثے کی تقسیم میں میں کافی ڈنڈی ماروں گا۔ اس کے ارادے پختہ ہیں اتنا عقلمند زیرک کائیاں اور محنتی آدمی اس ملک کی سیاست میں میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ انتھک انسان ہے۔ میں نہ صرف اسے سزا دینا چاہتا ہوں بلکہ اس کے دوست مسٹر ظفر اللہ خاں کو بھی ـــ قادیان انڈیا کی طرف چلا جائے گا اور سر ظفر اللہ خاں بھی سر پیٹے گا۔

ریڈ کلف: جناح کیسے پیٹے گا؟

ماؤنٹ بیٹن: اندرون خانہ مہاراجہ کشمیر (ہری سنگھ) کو ہموار کر لیا گیا ہے۔ کہ وہ جلد یا بدیر اپنی ریاست کا الحاق انڈیا سے کر دے۔ اب اگر ایسا ہو گیا تو انڈیا کو (سوائے ضلع گورداسپور کے) کشمیر پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ملے گا۔ اس لئے میں ایک پتھر سے تین شکار کرنا چاہتا ہوں۔

۱۔ جناح چیس بہ جبیں ہوگا۔

۲۔ اس کا دوست سر ظفر اللہ سر پیٹے گا۔

۳۔ ریاست کشمیر کے ہندوستانی الحاق پر میرا دوست جواہر لال نہرو خوشی سے پھولا نہ سمائے گا.....

ریڈ کلف: ان تمام دلائل کے باوجود میں ایک دفعہ کے اعلان کردہ ایوارڈ میں مزید ترمیم کرنا ایک "انتہائی بے قاعدگی" تصور کرتا ہوں۔ نیز سر ظفر اللہ خان میرا بھی ذاتی دوست ہے۔ ہم دونوں ثقہ قانون دان ہیں میں اسے بھی دھوکہ دینا نہیں چاہتا۔

ماؤنٹ بیٹن: جناح بھی تو آخر کار ثقہ قانون دان ہے وہ بھی تو LAWYER ہی ہے پھر وہ کیوں تمہارا دوست نہیں؟

ریڈ کلف: میرے دوست کا دوست ہے اور دوست کا دوست بھی دوست ہی ہوا کرتا ہے۔ میں نے فیروزپور اور زیرہ پاکستان کے حوالے ہی کر دیا تھا۔ لیکن یہ ناجائز امنڈمنٹ (اصل ایوارڈ میں) میں نے صرف تمہارے بار بار زور دینے پر کی تھی۔ مگر اب تم ایک اور امنڈمنٹ کا کہہ رہے ہو۔ حالانکہ ایوارڈ کا آج ہی پبلک طور پر واضح اعلان ہو چکا ہے۔ مجھے اس سلسلہ میں مجبور نہ کرو۔ ریاست کشمیر بھاڑ میں جائے تم اس معاملہ میں غیر جانب دار رہو۔ حق و انصاف کی رو سے اور جغرافیائی حدود کی رو سے کشمیر پر پاکستان کا حق ہے تم اس کی بجائے نظام کی ریاست حیدر آباد دکن ہتھیا لینا۔ کشمیر کے مقابلے میں یہ بڑی مالدار ریاست ہے۔ گولکنڈہ سے تو ہیرے نکلا کرتے ہیں۔ میں ۸ جولائی ۱۹۴۷ء کو انڈیا آیا تھا۔ ۳۸ دن میں اپنا کام مکمل کر کے آج واپس برطانیہ جا رہا ہوں۔

ماؤنٹ بیٹن: تم نے ہیروں کی بات چھیڑی ہے مجھ سے سودا کر لو یہ سودا خفیہ رہے گا۔ یسوع مسیح کی قسم میرے اور تمہارے سوا کسی اور کو اس کا علم نہیں ہوگا۔ جواہر لال نہرو بھی زبان بند رکھے گا

ریڈ کلف: تمہارا مطلب کیا ہے؟

ماؤنٹ بیٹن: دس لاکھ پونڈ (تقریباً ایک کروڑ روپیہ) مجھے دے دیئے گئے ہیں۔ نہرو نے کسی بہانے سیٹھ رام کشن ڈالمیا برلا اور ٹاٹا سے قرضہ لیا ہے ان کو وجہ نہیں بتلائی گئی۔ وہ بعد میں انڈین ڈومینین کے فنڈ سے یہ قرضہ ان تینوں سیٹھوں کو کسی مناسب موقع پر واپس کر دے گا۔ تم مجھ سے آدھی رقم ۵ لاکھ پونڈ لے لو۔ یہ رقم تم کو خفیہ طور پر لے جانی ہوگی اس کا طریق کار یہ ہے کہ یہ رقم ہم سوئٹزرلینڈ کے کسی بنک میں تمہارے نام جمع کرا دیتے ہیں۔ اس ملک کے بنک ہمیشہ ڈیپازٹ کو خفیہ رکھا کرتے ہیں۔ تم جانتے ہو سوئٹزرلینڈ والے ایسے معاملوں میں "اخفا" کی پالیسی پر عمل پیرا ہوا کرتے ہیں۔ کسی کو بھی اس کا علم نہیں ہوگا۔ تم اس معاملہ میں میری گارنٹی کو یقین کے ساتھ مان لو۔ ۵ لاکھ پونڈ نقد لے لو۔ اس امنڈمنٹ پر دستخط کر دو۔ اور چلتے بنو۔ آج رات کی ہی فلائٹ سے یو کے (K.L.M) رخصت ہو جاؤ اور تمام عمر عیش کرو۔ میں پرسوں ۱۷ اگست کے روز اس امنڈمنٹ کا اعلان کر دوں گا۔ (سوائے تحصیل شکرگڑھ کے) ضلع گورداسپور انڈین ڈومینین کے سپرد کر دیا جائے گا۔ اس کے صلہ کے طور پر اگلے سال میں بادشاہ کو کہہ سن کر تمہیں لارڈ بھی بنوا دوں گا۔

ریڈ کلف: چونکہ اب تم زور دے رہو اس لئے میں مجبوراً اپنا حق الخدمت بطور ایک وکیل کے تمہارے کہنے پر لے لوں گا۔ نکالو۔ "امنڈمنٹ نوٹ" تاکہ میں اس پر اپنے دستخط ثبت کر دوں۔ ۱۷ اگست کو اس کا اعلان کر دینا مجھے لارڈ شپ دلوانے کا اپنا وعدہ بھی یاد رکھنا مجھے دھوکہ نہ دینا۔ جس جس طرح تم نے کیا ہے میں نے تسلیم کر لیا ہے۔

روزنامہ جنگ ۱۹۸۲ء/۹/۱۸ ایڈیشن شہر نامے صفحہ ۳۔)

## حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا اہم بیان

تقسیم ہند کے اس موقع پر انگریز کی جانبداری پر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ جو باؤنڈری کمیشن میں بحث کے دوران مسلم لیگ کے کیس کے سلسلہ میں کام کرتے رہے ہیں کی گواہی درج ذیل ہے:۔

"مگر (یہ قومیں ایسی ہیں کہ جب تک ان کا فائدہ ہو اس وقت تک یہ بڑی دیانتدار ہیں جیسے COLONIES کالونیز آباد کرنے والے ممالک ہیں۔ مثلاً سلطنت برطانیہ جس کا دعویٰ تھا کہ اس کی ایمپائر پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ اس ایمپائر کے بانی یعنی انگلستان جو ان کی (COLONIES) کالونیز کے ماں باپ کی حیثیت رکھتا ہے جب تک ان کا فائدہ ہوتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھا۔ یہ بڑے دیانتدار تھے اور جہاں ان کا فائدہ نہیں ہوتا وہاں وہ دیانتدار نہیں تھے۔ تقسیم ہند کے وقت جب پاکستان علیحدہ ہوا اس وقت کا مجھے ذاتی طور پر علم ہے کہ انگریزی حکومت کے افسروں نے بددیانتی کی اور پیسے کمائے اور اس طرح پاکستان کو نقصان پہنچایا۔"

(الفضل ۱۶ نومبر ۱۹۷۴ء)

باؤنڈری کمیشن کے اس نازک ترین مرحلہ پر جماعت احمدیہ نے مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کی دامے درمے سخنے ہر طرح مدد کی اور اس طرح تحریک پاکستان کو آگے بڑھانے میں حصہ لیا۔ جماعت احمدیہ نے تحریک پاکستان کے ہر مرحلہ پر باوجود اپنوں اور بیگانوں کی مخالفت اور طعنہ زنی اور نقصان اٹھانے کے مسلم لیگ کا ساتھ دیا اور باوجود نقصان اٹھانے کے مسلم مفادات کے لئے خدمات سرانجام دیں جس کے نتیجہ میں مسلمانان ہند ایک آزاد مسلم اسٹیٹ "پاکستان" حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پاکستان کی ہر طرح حفاظت فرمائے اور پاکستان کو قائم دائم رکھے اور استحکام بخشے۔ آمین۔

## بقیہ: تاریخ پاکستان کا ایک سنہری باب

صفحہ سے آگے

حضرت خان صاحب ذوالفقار علی صاحب (والد ماجد مولانا عبدالمالک خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ و نور اللہ مرقدہ) کا ایک تاریخی واقعہ اس عظیم الشان تخیل پر خوب روشنی ڈالتا ہے۔ [illegible] پاکستان سے قبل کا ذکر ہے کہ کراچی [illegible] کانگریسی لیڈر نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے دو چھوٹے بھائیوں یعنی مولانا محمد علی خان جوہر اور مولانا شوکت علی خان نے تو وطن کی آزادی کے لئے جدوجہد کی۔ آپ نے ایسا کیوں نہ کیا۔ آپ نے جواب دیا میں بڑا بھائی تھا اس لئے میں نے اپنے ذمہ بڑا کام لیا۔ انہوں نے پوچھا کونسا؟ فرمایا:۔

"ساری دنیا شیطان کی غلامی میں پھنسی ہے اور ساری دنیا کو آزاد کرانا ہندوستان کی آزادی سے بڑا کام ہے اس لئے میں اس تحریک میں شامل ہوں اور اس کا سپاہی ہوں جس تحریک کا یہی مقصد ہے یعنی تحریک احمدیت"

(الفضل ۱۳ تا ۱۷ مارچ ۱۹۵۴ء)

شیطان کی حکومت مٹ جائے اس جہاں سے
حاکم تمام دنیا پہ میرا مصطفےٰ ہو


ہماری طرف سے آپکی خدمت میں جشن آزادی مبارک

مرچ سرخ، تخم برسیم، دجوار دھنیا چنے اور دیگر زرعی اجناس کی

آپکا اپنا ادارہ خرید و فروخت کا مرکز

طارق کارپوریشن رجسٹرڈ کمیشن ایجنٹس ۲۲۸ غلہ منڈی ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد

ربوہ فون ۴۸۵ فیصل آباد ۲۴۹۰۵ کنری ۳۲

اعلان تعطیل

یوم آزادی کے موقعہ پر مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۸۳ء بروز اتوار روزنامہ الفضل کے دفاتر بند رہیں گے لہذا اس روز پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

(منیجر)

احمد موٹرز فون نمبر ۴۰۴۴۵ فون گھر ۴۵۱۴۳

آٹو موبائیل انجینئرز

- جرمن اور جاپانی گاڑیوں کی مرمت کا خصوصاً اعلیٰ انتظام۔
- گاڑیوں کی اطمینان بخش
- اوورہالنگ - ڈنٹنگ
- پینٹنگ الیکٹرک - ویل بیلنسنگ
- ویل الائنمنٹ کیلئے رجوع فرمائیں

عنایت بازار اوجڑی کیمپ مری روڈ راولپنڈی

ہماری طرف سے آپکی خدمت میں

جشن آزادی مبارک

مرچ سرخ کی خرید و فروخت کا مرکز۔ آپ کا اپنا ادارہ

محمود اینڈ کمپنی کمیشن ایجنٹس غلہ منڈی کنری (سندھ)

ربوہ فون نمبر ۴۸۵ کنری ۳۲ فیصل آباد ۲۴۹۰۵

نوٹ:۔ تاجر حضرات کیلئے ہر قسم کی ممکنہ سہولیات میسر ہیں۔

جدید فیشن کے مطابق

سونے کے جڑاؤ اور سادہ زیورات وغیرہ کیلئے

نیو پاک جیولرز

فون نمبر ۴۱۰۹۷۴، ۴۱۸۶۴۶ رہائش ۴۱۸۶۴۵

- ۱۱۱۔ فیروزپور روڈ نزد گلیکسی سینما اچھرہ لاہور - ۱۰۔ ارشاد مان کالونی لاہور
- ۱۲ ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور

پروپرائٹر:۔ میاں عظیم قادر اینڈ سنز

خدمت کی راہوں پر رواں دواں: دیرینہ خادم

مشہور دواخانہ رجسٹرڈ

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون: ۷۴۸۴۴

بالمقابل ایوان محمود، ربوہ، فون: ۶۳۸

۷۱۔ سویٹ ہوم لینڈ ماڈل کالونی کراچی ۲۷ ڈرنہ چوک سیالکوٹ

مشہور دواخانہ رجسٹرڈ

زیر نگرانی: حکیم عبدالحمید جانشین و فرزند حضرت حکیم نظام جان

ہو چکا ہے

آپکو معلوم ہو کہ ہمارے دواخانہ میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز کا نام اب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قائم شدہ : ۱۹۱۱ء

## دواخانہ حکیم نظام جان

نرینہ اولاد سے محروم بے اولاد، اٹھڑا کی شکار دکھی عورتوں کے لیے

حکیم انوار احمد جان ابن حکیم نظام جان

چوک گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ فون: ۷۳۹۹۷، پوسٹ بکس: ۲۲۲

ایجنسیز:
دواخانہ حکیم نظام جان، اقصیٰ چوک ربوہ
جلیل دواخانہ، شیخوپورہ
محبوب یونانی دواخانہ مین بازار بھیرہ والا

## طفیل کاجل

قیمت ۲/۵۰ روپے

آنکھوں کی خوبصورتی اور حفاظت کے لئے بہترین تحفہ

## سرمہ شفاء نور

قیمت ۲/۵۰ روپے

آنکھوں میں ٹھنڈک سکون پیدا کرتا۔ کرکرے۔ دھند۔ بھولا۔ ناخونہ۔ سرخی اندھراتا میں ایک دو سلائی لگائیں دکھتی آنکھوں پر چھپیرے اور قدرے چھڑکیں

## اکسیر دماغ و نظر

قیمت ۲/۲ روپے

نظر کے لئے بے حد مفید
اس کے استعمال سے عینک اتر جاتی ہے۔ نظر کو تیز کرتا۔ معدہ و جگر دل و دماغ کو قوت دیتا۔ سر درد۔ کند ذہن اور کمزور حافظہ طالبعلموں کے لئے اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے نہایت مفید دوا ہے۔

حکیم محمد طفیل سرجن سابق صدر طبیہ کمیٹی تحصیل جوہی حال کوٹرہ کلاں کوبازار ربوہ

## مجید ٹاؤن رہائشی منصوبہ

نزد مسجد اقصیٰ ربوہ

باقاعدہ منظور شدہ ۔ ہر نقص سے پاک

چوہدری عبدالمجید وڑائچ ایڈووکیٹ
فیکٹری ایریا ربوہ

## پلاٹس و مکانات خریدنے کا سنہری موقعہ

اسوقت مرکز احمدیت ربوہ میں پلاٹس و مکانات کی قیمتیں گذشتہ سال کی نسبت کافی کم ہو چکی ہیں مرکز احمدیت میں رہائش کی نیت سے پلاٹس و مکانات خریدنے کا نہایت عمدہ اور سنہری موقعہ ہے ہمارے پاس کافی پلاٹس و مکانات قابل فروخت ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم سے رابطہ قائم کریں۔

خواجہ عبدالمومن

## مومن اسٹیٹس پراپرٹی ڈیلر

فون ۵۱۹

و مومن کلاتھ ہاؤس
گولبازار ربوہ

## حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ

کے مجرب نسخہ جات

قادیان کا قدیمی مشہور تحفہ

## سرمہ نور رجسٹرڈ

آنکھوں اور نظر کا محافظ

سرمہ نور والوں کا

## نورانی کاجل

آنکھوں کی صفائی، خوبصورتی اور امراض کے لئے بہترین تحفہ

## شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ

گول بازار ربوہ ٹرنک بازار سیالکوٹ

## پھول مصالحے

پھٹی پاؤڈر

قریبی دکانداروں سے طلب کریں

ڈسٹری بیوٹر:- اقبال ٹریڈرز چنیوٹ بازار ربوہ فون ۴۱۲

خط و کتابت کرتے وقت
اپنے نمبر کا حوالہ ضرور دیں

## ستھرین

نرینہ اولاد سے محروم بے اولاد عورتوں کے لیے
مرض اٹھڑا کی پچکاریاں

دواخانہ حکیم نظام جان چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون ۷۳۹۹۷
دواخانہ حکیم نظام جان اقصیٰ چوک ربوہ فون ۵۵۸

## کیورٹیو ویٹرنری گائیڈ

حیوانات کی جملہ امراض مثلاً۔ اپھارہ۔ ٹک تخار۔ گل گھوٹو۔ زہرباد۔ واہ۔ سوزش پستان خرابی دودھ اور گلٹی پستان وغیرہ کے متعلق ۴۱ کامیاب نسخہ جات پر مشتمل گائیڈ ۵۰/- پیسے کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر حاصل کریں۔

کیورٹیو میڈیسن (ڈاکٹر ربوہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون 606/607

## المبارکہ میٹرنٹی ہوم

ہسپتال برائے زچہ و بچہ

ماہر لیڈی ڈاکٹر کی خدمات میسر ہیں

"المبارکہ" یونیورسٹی روڈ دارالعلوم غربی ربوہ

اوقات مشورہ
صبح 7 بجے سے 1 بجے تک
شام 5 بجے سے 7 بجے تک

نوٹ:- مریضوں کو سروقت داخل کیا جاتا ہے

ھوالناصر

اعلیٰ معیار کے زیورات خریدنے اور بنوانے کیلئے

## الکریم جیولرز

ائیر کنڈیشنڈ
فون ۶۸۵۵۱۱

بازار فیصل کریم آباد (چورنگی) کراچی

پروپرائٹر:- میاں عبداللطیف شاہ کوٹی اینڈ سنز

## الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ

ادارہ ہذا پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور سے ریکگنائزڈ ہے۔ اسمیں دو سالہ ووکیشنل ریگولر اور ششماہی (کریش پروگرام) کورسز الیکٹریشن اور ریفریجریشن اینڈ ائیر کنڈیشننگ ٹریڈز میں کروائے جاتے ہیں۔

داخلہ شروع ہے

کلاسز 16/8/83 سے شروع ہونگی۔

باقاعدہ ٹاؤن کمیٹی ربوہ سے منظور شدہ

## شکور پارک ربوہ

ہاؤسنگ سکیم

* ہر نقص سے پاک
* حق شفعہ سے مبرا
* مکمل ضمانت
* فوری رجسٹری اور فوری قبضہ

ایک انتہائی نادر موقعہ سے جلد فائدہ اٹھائیں۔ پختہ سڑکیں مکمل ہو چکی ہیں

شکور پارک:- جسمیں پختہ سڑکیں نالیاں، بجلی میٹھے پانی کی سپلائی، ٹیلیفون اور سوئی گیس بفضل تعالیٰ مہیا کی جائے گی۔

شکور پارک:- بہترین موقعہ۔ ایک طرف محلہ دارالرحمت شرقی ب بلاک ۲۴ کی ۴۰ فٹ سڑک دوسری طرف محلہ نامر آباد اور مبارک کالونی چنیوٹ ساہی وال روڈ کے اندر بطرف ربوہ۔

رابطہ کیلئے:- پروپرائٹر:- حاجی عبدالسمیع 16/25 باسط منزل محلہ دارالرحمت شرقی ربوہ

فون گھر ۴۱۶ فون دوکان ۶۱۴